صوبائی اسمبلی خیبر پختونخوا

اسمبلی کا اجلاس، اسمبلی چیمبر پشاور میں بروز منگل مورخہ 14 جون 2011ء بمطابق 11 رجب 1432 ہجری پانچ بجکر دس منٹ پر منعقد ہوا۔

جناب سپیکر، کرامت اللہ خان مسند صدارت پر متمکن ہوئے۔

تلاوت کلام پاک اور ترجمہ

اَعُوذُ بِٱللَّهِ مِنَ ٱلشَّيۡطَـٰنِ ٱلرَّجِيمِ۔ بِسۡمِ ٱللَّهِ ٱلرَّحۡمَـٰنِ ٱلرَّحِيمِ۔

لَّيۡسَ ٱلۡبِرَّ أَن تُوَلُّواْ وُجُوهَكُمۡ قِبَلَ ٱلۡمَشۡرِقِ وَٱلۡمَغۡرِبِ وَلَـٰكِنَّ ٱلۡبِرَّ مَنۡ ءَامَنَ بِٱللَّهِ وَٱلۡيَوۡمِ ٱلۡأَخِرِ وَٱلۡمَلَـٰٓٮِٕكَةِ وَٱلۡكِتَـٰبِ وَٱلنَّبِيِّـۧنَ وَءَاتَى ٱلۡمَالَ عَلَىٰ حُبِّهِۦ ذَوِى ٱلۡقُرۡبَىٰ وَٱلۡيَتَـٰمَىٰ وَٱلۡمَسَـٰكِينَ وَٱبۡنَ ٱلسَّبِيلِ وَٱلسَّآٮِٕلِينَ وَفِى ٱلرِّقَابِ وَأَقَامَ ٱلصَّلَوٰةَ وَءَاتَى ٱلزَّكَوٰةَ وَٱلۡمُوفُونَ بِعَهۡدِهِمۡ إِذَا عَـٰهَدُواْ ۖ وَٱلصَّـٰبِرِينَ فِى ٱلۡبَأۡسَآءِ وَٱلضَّرَّآءِ وَحِينَ ٱلۡبَأۡسِ ۗ أُوْلَـٰٓٮِٕكَ ٱلَّذِينَ صَدَقُواْ ۖ وَأُوْلَـٰٓٮِٕكَ هُمُ ٱلۡمُتَّقُونَ۔

(ترجمہ): کچھ سارا کمال اسی میں نہیں (آگیا) کہ تم اپنا منہ مشرق کو کر لو یا مغرب کو لیکن (اصلی) کمال تو یہ ہے کہ کوئی شخص اللہ تعالیٰ پر یقین رکھے اور قیامت کے دن پر اور فرشتوں پر اور (سب) کتب (سماویہ) پر اور پیغمبروں پر اور مال دیتا ہو اس (اللہ) کی محبت میں رشتہ داروں کو اور یتیموں کو اور محتاجوں کو اور (بے خرچ) مسافروں کو اور سوال کرنے والوں کو اور گردن چھڑانے میں اور نماز کی پابندی رکھتا ہو اور زکوٰۃ بھی ادا کرتا ہو اور جو اشخاص (ان عقائد و اعمال کے ساتھ یہ اخلاق بھی رکھتے ہوں کہ) اپنے عہدوں کو پورا کرنے والے ہوں جب عہد کر لیں اور وہ لوگ مستقل رہنے والے ہوں تنگدستی اور بیماری میں اور قتال میں یہ لوگ ہیں جو سچے (کمال کے ساتھ موصوف) ہیں اور یہی لوگ ہیں جو (سچے) متقی (کہے جا سکتے) ہیں۔ و آخِرُ الدَعوَانا أَنِ ٱلۡحَمۡدُ لِلَّهِ رَبِّ ٱلۡعَـٰلَمِينَ۔

اراکین کی رخصت

جناب سپیکر: جزاکم اللہ۔ان معزز اراکین نے رخصت کیلئے درخواستیں ارسال کی ہیں جن میں: جناب محمود عالم صاحب 11 جون تا25 جون 2011;تاج محمد خان ترند صاحب 14 جون تا18 جون 2011;ڈاکٹر فائزہ رشید صاحبہ14 تا 18 جون 2011; سید رحیم خان صاحب 11 تا 30 جون 2011; ڈاکٹر حیدر علی خان صاحب 13 تا 17 جون 2011; ڈاکٹر ذاکراللہ خان صاحب 14 اور 15 جون 2011 اور عنایت اللہ خان جدون صاحب 14 جون 2011۔

Is it the desire of the House that the leave may be granted?

(The motion was carried)

Mr. Speaker: The leave is granted.

سالانہ بجٹ برائے مالی سال 12-2011 پر بحث

جناب سپیکر: معزز اراکین اسمبلی! چونکہ بجٹ پر بحث کیلئے کافی تعداد میں ممبران صاحبان نے نام درج کرائے ہیں، لہذا میں نے صوبائی اسمبلی خیبر پختونخوا کے قواعد وانضباط وطریقہ کار، مجریہ 1988 کے قاعدہ 142 کے ذیلی قاعدہ 3 کے تحت بجٹ پر بحث کیلئے لیڈر آف دی اپوزیشن کیلئے تیس منٹ، پارلیمانی پارٹی لیڈر کیلئے دس منٹ اور تمام دیگر اراکین کیلئے پانچ منٹ کا وقت مقرر کیا ہے، لہذا آپ سے گزارش ہے کہ مقررہ وقت کے اندر اندر بجٹ کے حوالے سے جائزہ پیش کرکے اپنی تجاویز سے آگاہ کریں اور بار بار ایک ہی بات Repeat کرنے سے بھی گریز کریں، انتہائی مشکور رہونگا آپکے تعاون کا۔ میں اب دعوت دیتا ہوں لیڈر آف دی اپوزیشن، جناب اکرم خان درانی صاحب کو کہ وہ بجٹ پر اپنی آراء سے ہاؤس کو۔۔۔۔۔

جناب اکرم خان درانی (قائد حزب اختلاف): بسم اللہ الرحمان الرحیم۔ محترم سپیکر صاحب، آپ کا بہت شکریہ۔ چونکہ بجٹ کا اجلاس ہے، بہت اہم ہے اور میں کوشش کرونگا کہ اپنی تجاویز اور کچھ خامیاں جو ہیں، وہ سامنے لاؤں۔ میرا دل تو نہیں چاہتا کہ یہاں پر میں اس بجٹ پر تقریر کروں کیونکہ جب میں اس ایوان کو دیکھ رہا ہوں تو اس بجٹ میں گورنمنٹ کی کوئی دلچسپی نہیں ہے کہ یہاں پر اس صوبے کا کوئی بجٹ بھی پیش ہو رہا ہے اور میرے خیال میں یہ جمہوریت کی بھی تذلیل ہے اور جب جمہوری لوگ خود جمہوری اقدار کا خیال نہ رکھیں تو میرے خیال میں پھر باہر کے لوگ تیار ہوتے ہیں، آج جب میں دیکھ رہا ہوں اس طرف تو مجھے انتہائی دکھ سے کہنا پڑتا ہے کہ لیڈر آف دی اپوزیشن کی تقریر پر میں کچھ نہیں دیکھ رہا ہوں کہ میری تجاویز پر کیا عمل ہوگا اور جب میں اوپر اس سٹیج پر بھی دیکھ رہا ہوں تو مجھے کوئی ذمہ دار حیثیت کا آدمی

ادھر بھی نظر نہیں آرہا ہے۔ میرے خیال میں یہ اس ممبران اسمبلی کی تذلیل ہو رہی ہے، اس کی بے عزتی ہو رہی ہے، دونوں طرف سے، گورنمنٹ کی طرف سے بھی اور بیوروکریسی کی طرف بھی اور میں یہ آپ کی چیئر سے استدعا کرونگا کہ اس ایوان کے تقدس کے آپ امین ہیں اور جب آپ اس ایوان کے تقدس کا خیال نہیں رکھیں گے تو میرے خیال میں یہاں پر ہمارا بولنا، تجاویز دینا اور اس مشکل وقت میں یہاں پر اس صوبے کے حالات کو جب ہم دیکھ رہے ہیں تو دل میں ایک درد سا اٹھتا ہے، اندر سے ایک لاوا ہی اٹھتا ہے اور اس کے باوجود حکومت کا یہ حال ہے تو مجھے تو جمہوری لحاظ سے اس بجٹ کی تقریر سے احتجاجاً واک آؤٹ کرنا چاہیئے (تالیاں) کیونکہ نہ یہاں پر جمہوریت کا کچھ لحاظ ہے، نہ یہاں پر اپوزیشن لیڈر کے عہدے کا کچھ خیال ہے تو میرے خیال میں اس صوبے میں جس طرح ہم حکومت چلا رہے ہیں، یہ حکومت میں نے اپنی لائف میں، میرا بھی اپنا ایک تجربہ ہے کہ میں نے ایسی حکومت اپنی زندگی میں نہیں دیکھی ہے کہ اس کے پاس اپنے بجٹ کیلئے بھی وقت نہیں ہو اور وہ ذمہ دار لوگ ہوں، اپوزیشن کے جتنے بھی۔۔۔۔۔

<u>جناب سپیکر</u>: ایک منٹ جی۔ جتنے بھی سیکرٹریز صاحبان ہیں، ان سب کو ہدایت کی جاتی ہے کہ جب تک بجٹ پر تجاویز ممبران صاحبان دے رہے ہیں، کوئی بھی سیکرٹری، ایڈمنسٹریٹیو سیکرٹری، چیف سیکرٹری کو بھی ہدایت کی جاتی ہے کہ یہ سب ادھر موجود رہیں۔ وزراء صاحبان سے بھی گزارش ہے کہ وہ بھی سب اپنی حاضری کو ادھر یقینی بنائیں۔ یہ بہت ضروری ہے اور آج واقعی میں خود بھی Feel کر رہا ہے کہ لیڈر آف دی اپوزیشن آج بحث کا آغاز کر رہے ہیں اور وزراء صاحبان کی تعداد بھی کم ہے اور ایڈمنسٹریٹیو سیکرٹریز بھی یہ سارے Notes لیا کریں۔

<u>قائد حزب اختلاف</u>: مجھے پرسوں بھی بڑا دکھ ہوا، جب بجٹ پیش ہو رہا تھا اور قائد ایوان بیٹھے تھے، میرے چیف منسٹر صاحب اور اوپر سے میں جب دیکھ رہا تھا تو کچھ لوگ نکل رہے تھے اور کچھ لوگ باہر تھے تو مجھے اندازہ ہے کہ یہاں پر آج کل کی جو ایڈمنسٹریشن ہے، اس پر کچھ اس طرح کنٹرول نہیں ہے ورنہ جب چیف منسٹر بیٹھا ہو، مجال ہے کہ کوئی باہر نکلے، وہ اس وقت تک سنے گا جب تک یہاں پر چیف منسٹر بیٹھا ہو۔ (تالیاں) تو اس انداز میں مجھے بہت سا شکوہ بھی ہے لیکن پھر بھی ان حالات کی نزاکت اور جمہوری اقدار کو زندہ رکھنے کیلئے ضرور میں کوشش کرونگا کہ جو تھوڑا بہت کچھ میرے علم میں ہے، میں نے بجٹ بک میں دیکھی، میں نے یہاں پر اپنے فنانس منسٹر کی تقریر دیکھی، تو سٹارٹ جو ہمارے فنانس منسٹر نے لیا وہ

اس نے یہ لیا کہ اس صوبے میں خدا کا شکر ہے کہ دہشتگردی کا نیٹ ورک ٹوٹ چکا ہے اور عوام سکھ کا سانس لے رہے ہیں، ایک خوشحال زندگی گزار رہے ہیں اور وہ خوشی ابھی باہر ہے کہ اس کا مجھے اندازہ نہیں۔ میرے فنانس منسٹر کے اس جملے پر مجھے حیرت ہوئی اور پھر جب بجٹ پر بریفنگ تھی جو ہمایون خان نے کی، تو میرے اطلاعات کے منسٹر میاں افتخار صاحب نے باہر بریفنگ کے بعد کہا، اس وقت غالباً خیبر مارکیٹ میں دھماکہ بھی ہوا تھا اور اس کے اندر کی جو بات تھی، وہ منہ سے نکل رہی تھی اور مجھے یقین ہے کبھی کبھی وہ اسی طرح بولتا بھی ہے تو اس نے کہا کہ جب تک یہ منافقانہ پالیسی ہوگی، یہ دھماکے ہوتے رہینگے۔ میں اس کے ساتھ اتفاق کرتا ہوں لیکن اس نے تین نام لیے، ایک نام لیا امریکہ کا، ایک نام لیا افغانستان کا اور ایک نام لیا پاکستان کا، چونکہ دل سے جو بات نکلتی ہے وہ سچ ہوتی ہے، اتفاق تو مجھے بھی ہے اپنے اطلاعات کے منسٹر سے لیکن کاش وہ منافقت جو بھی کروا رہا ہے، اس کے علم میں ہے، یا وہ امریکہ کروا رہا ہے یا افغانستان کروا رہا ہے یا پاکستان کروا رہا ہے، اپنے غیر تمند پٹھانوں کے خون کو جب دیکھ کر، اس کے خون کے لوتھڑوں کو جب دیکھ کر جو وہاں پر اوپر چھتوں پر ہوتے ہیں تو مجھے امید یہ بھی ہے کہ میاں افتخار صاحب اس منافقانہ پالیسی کرنے والوں کا By Name انداز میں مجھے یہاں پر بتائیں گے اور واقعی اگر منافقانہ پالیسی ہے تو ہم کیوں اتنے مجبور اور بے بس ہیں، کیوں ہم اتنے کمزور ہیں کہ ہمیں معلوم ہے کہ یہ منافقانہ پالیسی ہے اور ہم خود بھی منافقانہ پالیسی کا ساتھ دے رہے ہیں؟ یہ غلامی کا طوق ہے، یہ آزادی کا ذہن نہیں ہے۔ ابھی جب اس نے کہا، میرے فنانس منسٹر نے کہ سکھ کا سانس لیا لوگوں نے، محترم سپیکر صاحب، جب آپ اسمبلی کا اجلاس بلاتے ہیں، اس میں سیکورٹی کیلئے ہماری پولیس کے اداروں کے ذمہ داروں کو بھی بلاتے ہیں تو جس میٹنگ میں میں آتا ہوں، وہ اتنے ہمیں ڈراتے اور دھمکاتے ہیں کہ ہمارا سانس تو اس میٹنگ میں خود بند ہو جاتا۔ جب ایک ممبر کا سانس بند ہوتا ہے اس میٹنگ میں تو باہر عوام کا سانس کس طرح ہوگا؟ میں اسلام آباد میں اپنی شوریٰ کی میٹنگ میں تھا، آپ نے مہربانی کی تھی سکندر شیر پاؤ کو بلایا تھا، پارلیمانی لیڈر وں کو بلایا تھا، میں نے اپنے حافظ اختر علی صاحب کو بھیجا اور جب مجھے سکندر شیر پاؤ صاحب نے کہا، ٹیلی فون کیا، بعد میں حافظ اختر علی صاحب نے کہا کہ اس نے کہا کہ سیکیورٹی اداروں کی یہ بات تھی کہ آپ یہ بجٹ دو دنوں میں پاس کریں، ہم سیکیورٹی نہیں دے سکتے اس اسمبلی کو، ہم ذمہ داری سے آپ کو آگاہ کرتے ہیں کہ ہمارے پاس تکلیف ہے اور آپ کے سامنے یہ بھی رکھا، آپ کے سامنے یہ بھی رکھا کہ چھٹیاں سکولوں کی پہلے ہونی چاہئیں کیونکہ Threat ہے سکولوں کو کہ وہاں پر دھماکے ہو رہے ہیں اور اسی رپورٹ

یہ میرے خیال میں پھر 15 جون سے پہلے 10 جون کو چھٹیاں بھی کروائی گئیں۔ اگر ہم اتنے بے بس ہیں کہ ہم اسمبلی کا اجلاس نہیں چلا سکتے، اگر ہم اتنے بے بس ہیں کہ اپنے بچوں کے سکول کی پڑھائی کو جاری نہیں رکھ سکتے تو میرے خیال میں ہمیں یہاں پر حکومت کی کیا ضرورت ہے یا ہمیں کیا حق ہے کہ ہم تعلیمی اداروں کو بھی جاری نہیں رکھ سکتے؟ جب ایک سو چوبیس ممبران اسمبلی کو ہم تحفظ نہیں دے سکتے تو میرے خیال میں اس سے میں نے زندگی میں کوئی ایسی بات نہیں دیکھی ہے۔ ابھی آپ دیکھیں چونکہ یہاں پر بجٹ سے پہلے دہشتگردی یہ بات ہوئی، امریکہ ایک سپر پاور ہے اور دنیا کی بڑی طاقتیں، نیٹو بھی اس کا ساتھ دے رہا ہے اور افغانستان میں دس برس سے برسرپیکار ہیں اور وہاں پر نہتے افغانی اپنے ملک کے دفاع کیلئے لڑ رہے ہیں، اپنے خون کا نذرانہ پیش کر رہے ہیں اور وہاں پر آج امریکہ مجبور ہے، اس کی معیشت تباہ ہو رہی ہے، اس کے دو بڑے بڑے بینک بند ہوئے ہیں اور وہ مجبور ہے کہ 2014 سے پہلے یہاں سے اپنی فوجیں نکلوالے۔ اب ہماری تجویز تھی، ہم باچا خان صاحب کے اس فلسفے کو آج بھی مانتے ہیں جو ان کا فلسفہ تھا کہ ہم عدم تشدد کے پیروکار ہیں، ہم نے شروع میں یہ بات کی کہ جنگ کا راستہ نہ اپنایا جائے، خدا کیلئے طاقت کسی مسئلے کا حل نہیں ہے، سارے مسئلے مل بیٹھ کر مذاکرات کے ذریعے حل کئے جائیں اور کاش نائن الیون کے بعد امریکہ بھی اگر یہ صورت مانتا تو آج اس کی معیشت تباہ نہ ہوتی اور آج وہ شرمسار ہو کر شرمندہ افغانستان سے نہ نکلتا لیکن آج ان کو یہ خیال ضرور آیا ہے، امریکہ کو تو آج انہوں نے طالبان کے ساتھ باقاعدہ مذاکرات کے دروازے کھولے ہیں اور ابوظہبی کی گورنمنٹ، کچھ اور جگہ سے بھی باتیں ہو رہی ہیں اور پرسوں جو کرزئی صاحب کو پاکستان کے دارالخلافے اسلام آباد آنا تھا، اس میں بھی یہی بات کی کہ پاکستان کی گورنمنٹ، پاکستان کے ادارے، پاکستان کی سیاسی قیادت ہمارے ساتھ تعاون کرے کہ ہم طالبان کے ساتھ مذاکرات کریں اور اس کے ساتھ ہم اپنا مسئلہ مذاکرات کے ذریعے حل کریں۔ اس کی میٹنگ میری لیڈرشپ سے بھی ہوئی ہے۔ ان کے جو پچھلے صدر تھے، استاد ربانی صاحب، مولانا فضل الرحمن صاحب کے گھر آئے، دفتر میں بھی ایک میٹنگ ہوئی تھی اسلام آباد میں، ہم بھی گئے تھے، پاکستان کے اور بھی لوگ تھے۔ آج اگر سپر پاور امریکہ اس پہ بھی مجبور ہے، جو درمیان میں کچھ بات نکلی ہے کہ طالبان کو جب دہشتگردی کی لسٹ سے نہ نکالا جائے تو مذاکرات کا دروازہ کھل نہیں سکتا، یہ آج اس ایوان میں آپ کو بتانا چاہتا ہوں کہ اس دن کا انتظار کریں، اقوام متحدہ نے ایک دن طالبان کے دہشتگرد ہونے کا نوٹیفکیشن جاری کیا تھا اور ابھی ان مذاکرات کے نتیجے میں وہی اقوام متحدہ افغانستان کے طالبان کو دہشتگرد

تنظیم سے نکال کر اسے سیاسی تنظیم ہونے کا نوٹیفکیشن جاری کرے گا، ریکارڈ پہ یہ میری بات آج نوٹ ہونی چاہیئے اور جب وہاں پر ان کو ایک سیاسی تنظیم، ایک مخالف سیاسی تنظیم کے نام سے تسلیم کیا جاتا ہے تو تب ہی وہاں پر افغانستان میں جمہوریت کیلئے راستہ نکلتا ہے۔ میں آج بڑے ادب کے ساتھ، یہ غم ہمارا شریک ہے، یہ خون ہمارا سب کا ہے، یہ پختونوں کا قتل عام ہمارا سب کا ہے، یہ ہمارے گاؤں میں بھی ہے اور یہ ہماری سب کی مائیں بہنیں ہیں، وہ یتیم بچے جس کے رہے ہیں، وہ یتیم ہمارے بیٹے ہیں، وہ خواتین جن کے سروں سے دوپٹے اٹھائے جا رہے ہیں، وہ ہماری عزت ہے، تو خدا کیلئے اس پاکستان کے بارے میں بھی سوچیئے، اگر پورا نیٹو، امریکہ افغانستان میں مذاکرات کی میز پہ آ سکتا ہے اور ہم خود ان سے کہتے ہیں کہ جب تک آپ افغانستان میں مذاکرات کا راستہ نہ اپنائیں تب تک مسئلہ حل نہیں ہو سکتا، تو خدا را ہماری مرکزی اور صوبائی حکومت کو بھی جذبات سے ہٹ کر، جذبات سے ہٹ کر سنجیدگی سے اس خطے کیلئے سوچنا چاہیئے کہ افغانستان میں اگر مذاکرات ہو سکتے ہیں تو ہم پاکستان میں اس کا راستہ کیوں بند کرواتے ہیں؟ میری تجویز ہو گی کہ نہ تو دہشتگردی کا نیٹ ورک توڑا گیا ہے، ایک دن میں تیمر گرہ میں، گلی باغ دیر میں تین دھماکے ہوتے ہیں، ہفتے میں تین دھماکے متنی میں ہوتے ہیں، پھر چوتھے دن خیبر بازار میں ہوتا ہے اور پھر چھ سو مسلح لوگ افغانستان سے آکر ہمارے دیر کے کئی دیہات پر وہاں قبضہ کر لیتے ہیں اور وہاں پر پھر ہماری پولیس کے جوان شہادت نوش کرتے ہیں اور آخر میں لڑ لڑ کر میرے سپاہی کے پاس کارتوس بھی نہیں ہوتے، میرے سپاہی کے پاس وہاں پر وہ منظم اسلحہ بھی نہیں ہوتا اور وہاں پر پھر چھ سو بندے آکر لوگوں کو گھروں میں یرغمال بنا کر اعلان کرواتے ہیں کہ باہر نکلیں اور شناختی کارڈ ہمیں دکھادیں کہ آپ کا ایڈریس کونسا ہے، آپ کہاں کے رہنے والے ہیں؟ افغانستان سے آیا ہوا آدمی میرے گھر میں مجھ سے پوچھتا ہے کہ آپ مجھے شناختی کارڈ دے دیں۔ ان چیزوں کو ہم نے سنجیدگی سے لینا ہے اور ان چیزوں پہ ہم نے سنجیدگی سے عمل کرنا ہے۔ آتا ہوں دوسری بات پہ، سیلاب پہ، اس میں کوئی شک نہیں کہ سیلاب میں جو تباہ کاری ہوئی، میرے فنانس منسٹر نے دہشت گردی کے بعد سیلاب پہ بات کی، مجھے یاد ہے جب میرے سوات سے لیکر نوشہرہ تک کے لوگ پانی میں ڈوب ڈوب کر مر رہے تھے، شہید ہو رہے تھے، گاؤں سے زیورات بھی لے گئے، ایک قدرتی آفت تھی، بہت بڑا نقصان ہوا لیکن خاص اس وقت بھی اس نقصان کو ہم نے سنجیدگی سے نہیں لیا۔ اس وقت بھی ہم نے مناسب فوری انتظامات نہیں کئے اور بے قاعدگیوں کی عجیب عجیب سی باتیں سامنے آئیں اور ایسی بے قاعدگیاں سامنے نظر آئیں کہ میں جی اس ایوان

میں ان بے قاعدگیوں کو بیان بھی نہیں کر سکتا، میں اپنے سے دوسرے کا احترام زیادہ سمجھتا ہوں لیکن بڑی بے قاعدگیاں ہوئیں۔ اس کے بعد اس معزز ایوان نے بجٹ پاس کیا تھا۔ جو ایوان بجٹ پاس کرواتا ہے پھر رکوانے پہ بھی اس ایوان کا حق ہے کہ اس کے ممبران اسمبلی سے پوچھا جائے کہ آپ لوگوں نے ایک بجٹ پاس کیا تھا، ہم اس کو رکوانے کا نوٹیفکیشن کرتے ہیں، آپ لوگوں کی اس میں کیا تجاویز ہیں؟ کسی ممبر سے فلڈ کے بعد یہ نہیں پوچھا گیا کہ ہم ترقیاتی کام بند کروا رہے ہیں اور ایک نوٹیفکیشن کے ذریعے پچھلے سال کا مکمل بجٹ جو تھا وہ Ban کیا گیا اور دو مہینے پہلے، اس بجٹ سے دو مہینے پہلے پھر بجٹ کے بارے میں کہا کہ ابھی ترقیاتی کاموں کا پی سی ون تیار کیا جائے۔ میرے علم کے مطابق، میرے اپوزیشن ممبروں کے، جو مجھ سے ملتے ہیں، مطابق پورے سال میں نہ ایک پرائمری سکول پہ کام ہوا ہے، نہ ایک مڈل سکول کی بلڈنگ بنی۔ نہ ایک پرائمری سکول کی بنیاد ڈالی گئی، نہ ایک ہائر سیکنڈری سکول کی بنیاد ڈالی گئی اور نہ آخر میں اس کے پی سی ونز فائنل تک منظور ہو چکے ہیں، ابھی تک ڈیویلپمنٹ ہوئی نہیں ہے۔ یہاں پر مجھے بتایا جا رہا ہے، میرے فنانس منسٹر سے میری بڑی محبت بھی ہے، کہ 76% اخراجات ڈیویلپمنٹ پہ ہوئے ہیں۔ اگر کوئی پرائمری سکول سے لیکر مکتب سکول تک کام نہیں ہوا ہے تو پلیز ہمیں بتایا جائے کہ یہ 76% اخراجات کس چیز پہ ہوئے ہیں؟ لیکن مجھے تھوڑا سا یہ بعد میں معلوم ہوا کہ یہ Ban جو تھا، پورے صوبے پہ تو تھا لیکن چند اضلاع پہ یہ نافذ نہیں تھا۔ میرے خیال میں اس معزز ایوان کو بتایا جائے کہ یہ 76% کچھ مخصوص اضلاع میں خرچ ہوئے ہیں یا پورے خیبر پختونخوا میں خرچ ہوئے ہیں؟ ایک بات جو کہ فلڈ کی ہے، وہ یہ کہ وطن کارڈ، یہ وطن کارڈ کا لفظ اب جب کوئی لیتا ہے تو سبھی لوگ ہنستے ہیں تو پھر کچھ عجیب عجیب سی بات کرتے ہیں۔ میں اس ایوان سے یہ پوچھوں گا کہ ابھی تورغر کے بعد اس خیبر پختونخوا کے پچیس اضلاع ہو گئے، آیا یہ فلڈ پچیس اضلاع میں آیا ہے، آیا یہ وطن کارڈز جو ہیں، یہ پچیس اضلاع میں نہیں بنائے گئے ہیں، آیا ان یونین کونسلوں میں نہیں بنائے گئے ہیں جہاں پر فلڈ آیا نہیں ہے؟ اور یہ بتایا جائے کہ وہ یونین کونسلز اس ہاؤس میں پیش کریں جن میں زیادہ تباہی ہوئی ہے اور اس میں جو سب سے اعتراض والی بات ہے، وہ یہ ہے کہ ایک گھر میں ایک باپ ہے آٹھ بیٹے ہیں، وہ ایک گھر میں رہتے ہیں لیکن وطن کارڈز نو بن گئے ہیں۔ اگر اس ایوان کی کوئی کمیٹی بنائی جائے اور وہ ان کی تحقیقات کرے، اگر اس آدمی کے نو گھر نکلے تو پھر مجھے یہاں پر بتائیں کہ آپ نے غلط بات کی ہے لیکن وہاں پر اس میں سیاسی عمل دخل، وہ آکر اور اپنے لوگوں کو نوازنے کیلئے ایک ہی گھر کو نو نو وطن کارڈز جاری کئے ہیں اور اس کے علاوہ اس طرح بھی ہوا ہے کہ بڑے

بڑے لوگوں کے مزارع ہیں، مالکوں کے نام پہ وہاں پر گھر ہیں زمینداروں کے، زمیندار کا گھر تباہ ہوا ہے، مالک مکان جو ہے، وہاں پر اس کا بڑا زمیندار ہے، دس گھر ہیں، بیس گھر ہیں، یہ سارے پیسے اس زمیندار نے لیے ہیں اور پھر اپنے مزارع پہ مٹی ڈال کر این جی اواور خیراتی اداروں کے ذریعے پھر وہاں پر ان مزارعوں کے گھر بنائے گئے ہیں اور وہ پیسے جو دس پندرہ، بیس لوگوں کے گھروں کے ہیں، وہ وہاں پر ان لوگوں کی جیبوں میں گئے ہیں، تو یہ ساری باتیں وہ ہیں جس پہ اگر ہم توجہ نہ دیں، بین الاقوامی دنیا کے اعتماد کی بات ہوئی کہ اس صوبے پہ بہت بڑا اعتماد ہے بین الاقوامی ڈونر کا، میں یہ بھی پوچھنا چاہوں گا کہ کتنے ڈونر نے ہمارے ساتھ کتنی امداد کی ہے، جو اعلانات ہوئے ہیں وہ ہمیں پہنچ چکے ہیں؟ واقعی وہ پیسے جو ہیں، وہاں موقع پر استعمال ہوئے ہیں، تب ہی جب اس ایوان میں کئی بار ہم نے، ملاکنڈ کے لوگوں کی نقل مکانی ہوئی تھی، اس پہ بھی ہم نے پوچھا تھا، کسی نے ہمیں نہیں کہا، فلڈ پہ بھی ہم نے کئی بار پوچھا کسی نے ہمیں نہیں کہا۔ ابھی آتے ہیں، ایک اہم بات ہے، جو اس صوبے کی ریڑھ کی ہڈی بن گئی ہے، وہ ہے تیل، آئل، گیس جو کہ قدرت نے ہم پہ ایک ایسی مہربانی کی ہے کہ ہماری غربت کو دیکھتے ہوئے اندر کے جو خزانے ہیں، ان سے ہمیں مالا مال کیا اور وہ خزانے ہیں کوہاٹ میں، وہ خزانے ہیں کرک میں، وہ خزانے ہیں ہنگو میں، وہ خزانے ہیں بنوں میں، وہ خزانے ہیں لکی مروت میں اور ساتھ جو ہمارے بنوں میں باران ڈیم سے لیکر شمالی وزیرستان تک جو علاقہ ہے، وہ منرلز، آئل اینڈ گیس سے مالا مال ہے۔ یہاں پر بڑا زور دیا فنانس منسٹر نے کہ ہم نے بہت بڑا کام کیا، ہم نے اس کی آمدن چودہ، سولہ ارب بڑھا دی۔ میں یہ بھی پوچھنا چاہوں گا کہ تین سال کی گورنمنٹ میں مجھے ایک کمپنی بتادیں کہ اس صوبائی گورنمنٹ کی کوشش سے وہ آئی ہے اور اس نے کوئی Drilling شروع کی ہے، یہ وہی ذخائر ہیں جو ایم ایم اے کی گورنمنٹ میں نکلے تھے، اس وقت چار ارب روپے تھے اور اب سولہ ارب کو پہنچے لیکن کاش یہ ابھی سولہ نہیں بتیس ارب پر پہنچ جاتے، اگر ہم اس کو توجہ دیتے۔ میاں نثار گل صاحب بیٹھے ہیں، قاسم خٹک صاحب بیٹھے ہیں، وہاں کے لوگوں کی ڈیمانڈ تھی کہ ہماری زمین سے تیل نکل رہا ہے، ہماری زمین سے گیس نکل رہی ہے اور ہماری عورتیں اور بچے لکڑی کاٹ کاٹ کر اس کے سر کے بال جو ہیں، وہ ختم ہو چکے ہیں، خدا کیلئے ابھی ہماری عورتیں اور بچے پہاڑوں سے مزید لکڑی کاٹ کر نہیں لا سکتے۔ ابھی ہماری عورتیں میلوں دور پینے کے پانی کیلئے مٹکے سروں پر نہیں نکل سکتے۔ خدا کیلئے ہماری ہنگو، کوہاٹ اور کرک کی سرزمین پر رحم کیا جائے اور اسی بنیاد پر پھر ہم نے ان کو 5% رائلٹی دی گیس میں، میرے پاس وہ ٹیپ ریکارڈر کا ریکارڈ بھی ہے جب ہمارے اے این پی کے

سربراہ کرک گئے تھے، میری حکومت میں اور کرک کے لوگوں کو برسر عام جلسہ عام میں کہا کہ ایم ایم اے کے لوگوں نے آپ کے ساتھ تعاون نہیں کیا، 5% بھی کوئی بات ہوتی ہے؟ میرے لئے دعا کریں، میرے لئے دعا کریں، جب ہماری حکومت آئے گی، میں ایک پختون کی حیثیت سے آپ سے وعدہ کرتا ہوں کہ میں اس کو 15% پر لاؤں گا۔ یہ اخبارات کی زینت ہے، قاسم خٹک گواہ ہے، میاں نثار گل بھی گواہ ہے، وہ اس مٹی کا آدمی ہے، وہ کبھی جھوٹ نہیں بول سکتا، وہ کبھی جھوٹ نہیں بول سکتا، مجھے اس پر اعتماد ہے، وہ اٹھ کر کھڑے ہوں گے کہ اسی طرح تھا۔ آج، آج میں ضرور اپنے اس غریب علاقے کیلئے اس موجودہ حکومت کے سامنے جھولی رکھوں گا کہ خدا کیلئے آپ غربت کے خاتمے کی بات کر رہے ہیں، آپ غربت مٹانے کی بات کر رہے ہیں، میرے ہنگو، میرے کرک، میرے بنوں، میرے کرک کے لوگوں پر رحم کریں اور اسی بجٹ اجلاس میں اٹھ کر چیف منسٹر صاحب وہ رائلٹی کا وعدہ 15% کا پورا کریں، میں اتنے ڈیسک بجاؤں گا انشاء اللہ کہ میرے ہاتھ سے خون نکل جائے گا، میں انشاء اللہ وہ آدمی نہیں ہوں۔ (تالیاں)

ہمارے وزیر خزانہ صاحب نے بجٹ تقریر میں ایک کمپنی کی بات کی کہ ہم نے آئل اینڈ گیس کیلئے ایک کمپنی بنائی ہے، خدا کرے کہ وہ کاہلی کا کام نہ ہو۔ ہمیں اس بجٹ اجلاس میں بتایا جائے کہ وہ کمپنی کب سے وہاں پر کوہاٹ، کرک اور ہنگو میں کام شروع کرے گی، یہ بھی میری استدعا ہے اور یہ گیس میں نے پہلے بھی کہا، یہ صرف کرک، ہنگو، کوہاٹ تک محدود نہیں، لکی مروت میں بھی ابھی ریسرچ ہو رہی ہے، ٹیم گئی ہے اور میں نے ایگریمنٹ کیا تھا بنوں کیلئے، بین الاقوامی کمپنی تھی تھالو کمپنی، اس نے وہاں پر ایگریمنٹ کیا تھا کہ وہ باران ڈیم سے لیکر شمالی وزیرستان تک یہاں پر گیس کے ذخائر نکالے گی اور پھر میں نے ہوم سیکرٹری سے این او سی دلوادی۔ میں گزارش کروں گا کہ صوبائی حکومت اس تھالو کمپنی کو ڈھونڈے اور اسے ایگریمنٹ کے پابند کر کے کہ ہم حفاظت دیتے ہیں کہ آپ آئیں اور وہاں پر کام شروع کریں۔ وزیر خزانہ صاحب نے اپنی تقریر 11-2010 کے بجٹ میں ترقیاتی کاموں کیلئے ساٹھ ارب مختص کئے تھے اور میں نے پہلے بھی کہا کہ 76% کے جو اس نے ترقیاتی کام بتائے ہیں، وہ ہمیں بتادیں کہ یہ 76% کدھر خرچ ہوئے ہیں؟ ہمارے ہاں تو نہ ہی ٹیوب ویل پر کام ہوا ہے، نہ سکول پر۔ تیسری بات بڑی اہم ہے اور دلیل کے ساتھ کہ فنانس منسٹر نے کی کہ ہم نے بجلی کے منافع میں بہت کچھ کیا اور آخر کار ہم کامیاب ہو گئے کہ ہم نے ایک سو دس ارب روپے مرکز سے نکالے۔ یہ جب اس ایوان میں میں قائد ایوان تھا تو جب ہم یہ بات کرتے تھے اور جب ہم نے ثالثی ٹریبونل کو مقرر کیا، اس میں سب پارٹیوں کو نمائندگی دی تھی، یہاں پر

بشیر بلور صاحب اٹھے، پیپلز پارٹی کے میرے دوست اٹھے اور انہوں نے کہا کہ جی اس ایگریمنٹ کو ہم قطعاً نہیں مانیں گے، یہ آپ لوگوں نے غلط کیا ہے، آپ لوگوں نے غلط کیا ہے۔ وہ پشتو میں ایک متل ہے میں نہیں کر سکتا کہ کام میرا ہے اور اوپر آپ اس پر اٹھتے ہیں۔ باقی۔۔۔۔۔

جناب بشیر احمد بلور {سینیئر وزیر (بلدیات)}: جناب سپیکر، یہ اس طرح ہے کہ۔۔۔۔۔۔

قائد حزب اختلاف: آپ کو موقع ملے گا، میں نے بجٹ کی تقریر اتنی نظم سے سنی ہے، میں نے ڈیسک بھی بجائے ہیں، ہمارے شیر اعظم کی کے بازی سے، صبر اور تحمل سے کام لینا چاہیئے، میں وہی باتیں کروں گا کہ یہاں پر میں سپیکر صاحب سے گزارش کروں گا کہ بشیر بلور صاحب کا وہ ریکارڈ منگوالیں جو یہاں پر اس نے سپیچ کی اس کی مخالفت میں۔

سینیئر وزیر (بلدیات): اگر مجھے اجازت نہیں ہے تو ایوان کو سچ بولنا پڑے گا۔ ویسے جواب کو ضرور دینا پڑتا ہے کیونکہ۔۔۔۔۔

قائد حزب اختلاف: نہیں نہیں، آپ اس کو بٹھائیں۔ مجھے ویسے بھی معلوم ہے کہ آپ ماحول کو ہمیشہ خراب کرتے ہیں۔

جناب سپیکر: بعد میں بشیر بلور صاحب! آپ کو موقع ملے گا، بشیر بلور صاحب، آپ کو موقع ملے گا، آپ بیٹھ جائیں۔ جی بسم اللہ۔ جی وخت مختصر دے، لږ به۔۔۔۔۔

قائد حزب اختلاف: ایک، ایک گھنٹہ۔ څه نقصان نه دے جی، د اپوزیشن لیډر وخت متعین نشته۔

جناب سپیکر: دا خو ستاسو پیتالیس منټ نه زیات او شو جی۔

قائد حزب اختلاف: تاسو رولز اوګورئ، بیا به زه نه کومه که رولز کښې د اپوزیشن لیډر وخت نه وی نو بیا زه تقریر نه کومه۔ جب یہاں پر اے این پی اور پیپلز پارٹی کی حکومت بنی، مجھے بھی دعوت دی گئی، سب سیاسی پارٹیوں کو دعوت دی گئی تھی، سکندر شیرپاؤ صاحب بھی تھے، قلندر لودھی صاحب بھی تھے، سراج الحق صاحب بھی تھے، وہاں پر جب اس بجلی کے منافع پر بات ہوئی، میں نے ایک ہی بات کی۔۔۔۔۔

جناب سپیکر: اچھا، یہ اکرم خان درانی صاحب کی بات کی میں Clearance دے رہا ہوں کہ وقت کسی کیلئے مقرر نہیں ہے، سپیکر Determine کرے گا کہ کس کو کتنا ٹائم ملے گا۔۔۔۔۔

قائد حزب اختلاف: صحیح۔

جناب سپیکر: اور پھر ان کی پابندی کا تھوڑا خیال رکھیں جی۔

قائد حزب اختلاف: میری بڑے ادب سے گزارش ہے کہ آپ میرے بہت اچھے سپیکر ہیں، مجھے زیادہ وقت دیں گے۔

جناب سپیکر: آپ Already زیادہ وقت لے رہے ہیں، میں نے Thirty minutes دیئے تھے، آپ نے Fifty minutes پورے کئے۔

قائد حزب اختلاف: میں نے تو تین گھنٹے کی تیاری کی ہے، میرے پاس بہت مواد ہے۔

جناب سپیکر: آپ دو دن مزید بھی بولیں لیکن اور پارٹی لیڈر کو بھی موقع دینا پڑے گا۔

قائد حزب اختلاف: بالکل دیں گے۔ جب چیف منسٹر صاحب نے ہمیں بلایا تو میں نے اس سے ایک بات کی کہ آپ کی پارٹی اور آپ کی Coalition کے جو لوگ ہیں، وہ تو اس این ایف سی پر، بجلی کے منافع پر جو ثالثی ٹریبونل ہے، اس کو مانتے نہیں ہیں۔ اس نے کہا کہ نہیں میں نے ان سے بات کی ہے، وہ ابھی مان رہے ہیں۔ یہ آپ بعد میں جواب دیدیں بشیر بلور صاحب! میرے پاس اور بھی بہت سی باتیں ہیں، وہ بھی سن لیں۔

جناب سپیکر: آپ بولیں، آپ اپنی تقریر کریں جی، آپ۔

قائد حزب اختلاف: آپ میری پوری تقریر کا جواب دیں گے۔

جناب سپیکر: آپ اپنی تقریر جاری رکھیں جی۔

قائد حزب اختلاف: جب ہم وہاں پر گئے، ایک اسٹامپ منگوایا گیا اور سٹامپ پر ہم نے لکھا کہ یہ فیصلہ ٹھیک تھا، ہم سب اس کو مانتے ہیں۔ اس پر عدیل صاحب نے بھی دستخط کئے، اس پر میں نے بھی دستخط کئے، اس پر سراج الحق صاحب نے بھی کئے اور امیر مقام صاحب نے بھی دستخط کئے اور اس میں امیر مقام بھی آیا تھا، تو یہ بجلی کے منافع کے پچھلے سال کے جو دس ارب روپے ہیں، مجھے حیرت ہوئی جب وہ یہاں پر آئے تو صوبائی حکومت کے بس میں کوئی Reason نہیں تھی کہ ہم کس طرح خرچ کریں؟ ہمارے پاس کونسا منصوبہ ہے کہ ہم اس پر بنالیں اور شاید میری معلومات غلط نہ ہوں تو انہوں نے وہ دس ارب روپے سٹیٹ بینک میں رکھ کر پرائز بانڈز خریدے۔ میری اطلاع ٹھیک ہے، جواب یہ دیں گے، میری تو باہر سے معلومات ہیں۔ اب پرائز بانڈز وہ لوگ خریدتے ہیں جن کے پاس اہلیت نہیں ہوتی کہ اس کے پاس کام نہیں

ہوتا، اپنے پیسے سنبھال کر رکھتے ہیں، صوبائی گورنمنٹ کے پاس تو بہت زیادہ سیفٹیز ہیں، اس کے پاس تو ٹیکنیکل لوگ ہیں، تو اس کے پاس اتنا میکنزم نہیں تھا کہ ہم دس ارب روپے سٹیٹ بینک میں رکھیں اور اس پر پھر ہم بعد میں کام کریں۔ ابھی آ گئے ہیں ہم پچیس ارب روپے پہ، مجھے خوشی ہے کہ بجٹ میں سات منصوبے شامل کئے گئے ہیں، کچھ پر کام ہے، کچھ کی فزیبلٹی ہے۔ مٹلتان، لاوی، اور بھی کچھ ہیں لیکن اس کیلئے جو رقم رکھی گئی ہے، وہ کچھ ایک ارب سے معمولی زیادہ رقم ہے اور وہ پاور جنریشن کیلئے ہے۔ بے شک 65 میگاواٹ مٹلتان بھی بنائے گا اور لاوی بھی بنائے گا، فزیبلٹی بھی ہو گی اور اس کے برعکس جلوزئی کے مقام پر ایک ارب بیس کروڑ روپے ہاؤسنگ سکیم کیلئے رکھے ہیں۔ پورے صوبے کی جنریشن، پیداوار کیلئے ایک ارب سے معمولی رقم زیادہ اور جلوزئی میں ایک سکیم پر ایک ارب بیس کروڑ روپے ہاؤسنگ سکیم کیلئے ہیں۔ میں یہ بھی معلوم کروں گا کہ یہ نام جلوزئی ہاؤسنگ سکیم ہے یا اس کا کوئی اور نام ہے، یہ بھی مجھے بتایا جائے کہ واقعی اس کا نام کیا ہے؟ اور میرے خیال میں یہ نامناسب ہے جب تک ہم ریگی للمہ کو Complete نہ کریں، اس میں لوگوں کا سرمایہ لگ چکا ہے، اس پر بے انتہا اخراجات ہو چکے ہیں تو جب تک ریگی للمہ کا مسئلہ حل نہ ہو اس وقت تک دوسری ہاؤسنگ سکیم کی شاید مجھے عجیب سی لگ رہی ہے کہ اس کی کیا ضرورت ہو سکتی ہے؟ دوسری بات، پن بجلی کی پیداوار سے، میرے خیال میں ہمارے پارلیمانی لیڈر ہیں، (قہقہہ) وہ ذرا اگر بات بھی کریں تو سپیکر صاحب اجازت دیں گے کیونکہ پیپلز پارٹی کے پارلیمانی لیڈر ہیں تو ضرور اس کو بات کا میرے خیال میں موقع دینا چاہیئے، اہم بات ہو گی بجٹ کی تقریر سے زیادہ، تو اس میں مجھے کوئی وہ نہیں ہے۔ دوسری ایک چیز بتائی گئی ہے کہ دو ارب گیارہ کروڑ پچاس لاکھ سترہ ہزار روپیہ بجلی کی پیداوار سے ہمیں مل رہا ہے، اس منصوبے سے جو ہم بجلی پیدا کر رہے ہیں، ہم اتنے تنگ دل ہیں کہ ملاکنڈ تھری کا نام ہم نہیں لکھ سکتے کہ یہ پیداوار جو ہے ملاکنڈ تھری کی ہے ورنہ ہمایون خان تو روزانہ اس کو دیکھتا ہے، گھر سے اوپر دیکھ کر ملاکنڈ تھری اس کو نظر آتا ہے اور آج ایک اور بات بہت اوپر جا رہی ہے کہ بائیزئی ایری گیشن سکیم ہم بنا رہے ہیں، مردان کاٹلنگ کے علاقے کیلئے۔ حافظ اختر علی صاحب میرے وزیر ایری گیشن تھے، ملاکنڈ تھری کا دوسرا حصہ بائیزئی ایری گیشن سکیم، میرے پاس فیڈرل پی ایس ڈی بھی موجود ہے جو ہماری کوششوں سے وہاں پر ہم نے اس کو ڈالا ہے۔ ایک تیسرا مسئلہ جس پر میں ہمایون خان کی توجہ ضروری سمجھتا ہوں، ملاکنڈ تھری سے میں نے ایک فیصلہ کیا تھا کہ وہاں پر جو کوئی کارخانہ بنائے گا، اس کیلئے دس میگاواٹ بجلی اسی ریٹ پر ہو گی جس ریٹ سے وہاں پر پیداوار ہے اور

یہ ملاکنڈ کے عوام کا حق ہے۔ میں یہ گورنمنٹ سے گزارش کروں گا کہ وہ ملاکنڈ کے دس میگاواٹ، کارخانہ داروں سے بات کر کے وہاں وہ ایک روپے پہ نکلتی ہے، ایک روپے پر یا دو روپے کاسٹ پر جو ہے لیکن یہ ضروری ہے کہ وہاں پر کارخانے بنیں۔ بجٹ تقریر میں ایک دوسری چیز بتائی گئی کہ کوہاٹ، ہری پور، نوشہرہ، چارسدہ ڈیموں کی تکمیل سے بارہ ہزارہ کنال ایکڑ اراضی سیراب ہو گی۔ وہ کوہاٹ کا درملوک ڈیم ہم نے شروع کیا ہے، ہری پور کا خیر بارہ ڈیم کا میں نے افتتاح کیا تھا، باقی نوشہرہ کی جو پوزیشن ہے، میں خوش ہوں اس پر کہ اس گورنمنٹ نے اس کو جاری رکھا، اس نے اس کو بند نہیں کیا۔ ضلع دیر میں بتایا گیا ہے بلامبٹ ایری گیشن سکیم، اس کا افتتاح بھی میں نے کیا ہے اور اس سے گیارہ ہزار تین سو تریسٹھ (11363) ایکڑ اراضی سیراب ہو گی، وہ بھی اس میں ایک پیداوار کے لحاظ سے آپ نے عوام کے سامنے پیش کیا ہے۔ پرسوں میں نے خود بھی ڈیسک ایک چیز پر بجایا ہے اور وہ تھا، میں نے یہاں پر چیف منسٹر صاحب کی خدمت میں گزارش کی تھی کہ تنظیم للسائل والمحروم کو آپ جاری رکھیں اور جب اس نے اس کو تین سال کے پراجیکٹ کی توسیع دی تو میں نے خود اس کا اس طرح شکریہ بھی ادا کیا اور میں نے اس پر ڈیسک بجایا، میں نے کسی دوسری چیز پر ڈیسک نہیں بجایا ہے کیونکہ اس کا ایک اچھا فیصلہ تھا میرے کہنے پر، تو اس طرح ایک اور ڈیم جو کہ ایری گیشن منسٹر صاحب کے انشاء اللہ علم میں ہے اور ایک جس پر بھی ایری گیشن منسٹر صاحب توجہ دے رہے ہیں، ایری گیشن منسٹر صاحب میری اس بات کو توجہ بھی دے رہے ہیں، وہ بنوں میں برگنا تو ڈیم، اس میں کچھ چیزیں اب Disputed تھیں اور وہ صرف کنسلٹنٹ کی طرف سے تھیں، مجھے کسی نے بتایا ہے کہ اس نے ہدایات جاری کی ہیں، مجھے امید ہے کہ یہ برگنا تو ڈیم جس کا اب فائنل سٹیج ہے اور اس سے بھی تقریباً آٹھ ہزار ایکڑ رقبہ سیراب ہو گا۔ ایک اور چیز 'باچا خان خپل روزگار سکیم' باچا خان کا نام ہمارے صوبے کا بہت بڑا نام ہے۔ اس نام کا ہم دل کی گہرائیوں سے احترام کرتے ہیں اور اتنا احترام کرتے ہیں کہ اس کے گھر کے بندے جس حد تک اس کا احترام کرتے ہیں، شاید ہم بھی اس کا اتنا ہی احترام کرتے ہیں۔ میں گزارش کروں گا کہ وہ باچا خان کے فلسفے کے عین مطابق خرچ ہو۔ پچھلے جون میں یہ پاس ہوئی، مئی میں اس کا آغاز ہوا، ایک سال بعد، یہ باچا خان کے نام کا لحاظ ہے، جس نام کے ساتھ ہماری محبت ہے، پچھلے جون میں اس روزگار سکیم کا پاس ہونا اور پھر مئی کے آخر میں پانچ چھ لوگوں کو دینا، یہ مجھے نہیں لگتا کہ ہم نے باچا خان کے نام سے اس طرح محبت کی ہے جس طرح کا وہ حقدار ہے، تو میں یہ بھی پوچھنا چاہوں گا کہ 'پہلے آؤ پہلے پاؤ'، یہ 'پہلے آؤ پہلے پاؤ' کون ریکارڈ کرے گا؟ میرا خیبر

بینک، میرا فنانس ڈیپارٹمنٹ، اس کا ریکارڈ صحیح کدھر ہو گا جو پہلا آدمی وہاں پر ہو اور کوئی اس کا پیچھے نہ کرے، اس کی بھی ذرا یہاں پر وضاحت ہونی چاہیئے۔ ذہین طلباء کیلئے پندرہ ہزار اور دس ہزار وظیفہ بہت اچھا اقدام ہے، بہت اچھا اقدام ہے لیکن میں یہ پوچھوں گا کہ یہ امیر جو کارخانہ دار کے بیٹے ہیں، ان کو بھی ہو گا اور غریب کو بھی ہو گا یا اس کا پیمانہ کوئی ہو گا کہ یہ صرف غریب کے بچے کو ملے گا اور یہ کارخانہ دار کا بیٹا اگر ذہین بھی ہو اس کو نہیں ملے گا، اس کا بھی کچھ میرے خیال میں ایک فرق ہونا چاہیئے کہ غریب لوگوں کو ملے۔ ہنر مندوں کیلئے تربیتی سنٹر بنانا، میرے خیال میں اس وقت آلات کی بہت بڑی ضرورت ہے اور میں نے جب دیکھا کہ نوشہرہ میں کوئلے کیلئے وہاں پر تربیتی سنٹر بنایا جا رہا ہے، میں Appreciate کرتا ہوں لیکن کوئلے کے کان کن جو ہیں، وہ پورے ملک میں جب شہید ہوتے ہیں، وہ شانگلہ کے ہیں، پورے ملک میں شہید ہوتے ہیں، بٹگرام کے ہیں، وہ پورے ملک میں شہید ہوتے ہیں، مانسہرہ کے ہیں، خدا کیلئے کوئلے کے کان کنوں کیلئے مانسہرہ، بٹگرام اور شانگلہ میں بھی سنٹرز بنائے جائیں کیونکہ وہاں کے کان کن غریب ہیں، وہ نوشہرہ تک نہیں آ سکتے تاکہ وہاں پر وہ کان کن آسانی سے اپنی تربیت حاصل کریں۔ اس پالیسی کو میں نے بڑا سراہا لیکن مجھے بعد میں تعجب ہوا کہ ہنر مندوں کی ضرورت ہے اور میرے ضلع میں ہنر مندوں کیلئے ایک پراجیکٹ تھا، Bannu Leathers Goods، میرے یہاں پر سارے Colleagues بیٹھے ہیں، جب کبھی Ambassador آتا تھا، ہم اس کو تحفے، Bannu Leathers Goods کی کچھ چیزیں وہاں پر دیتے تھے جو کہ میرے خیال میں میں نے دوبئی کی نمائش میں بھی دیکھی ہیں، میں نے لندن کی نمائش میں بھی دیکھی ہیں اور چائنا میں بھی گئے ہیں لیکن اس کو اس وجہ سے بند کیا گیا کہ سدرن ڈسٹرکٹس میں اس کی ضرورت نہیں ہے اور میرے خیال میں بنوں ضلع جو ہے، وہ ہنر مندوں کیلئے کوئی خاص اہمیت نہیں رکھتا۔ مجھے یہ بھی بتایا جائے کہ اگر نوشہرہ میں ہنر مند کی ضرورت ہے تو میرے اس غریب علاقے میں ہنر مندوں کے پراجیکٹ کو بند کرنا کونسی دلیل ہے؟ میں نے بعد میں ایک اور چیز لے لی، سیاحت کا بہت بڑا مقام ہے، اس صوبے میں سیاحت ضروری ہے، ہماری آمدن کا ذریعہ ہے۔ سیاحت کیلئے بہت پیسے رکھے ہیں گورنمنٹ نے لیکن کاش سدرن ڈسٹرکٹ کیلئے ایک ہی صحت افزا جگہ ہے، شیخ بدین جو مری سے زیادہ سرد ہے، سر سبز ہے اور میں نے وہاں پر روڈ نکالا ہے، اوپر گیا ہے، اب موٹر میں بھی کوئی جا سکتا ہے۔ یہ اسرار اللہ گنڈاپور صاحب بھی گواہی دیں گے اور منور خان صاحب بھی دیں گے، میرے ساتھ گواہ ہوتے ہیں ہر ایک چیز کے۔ میں نے اس کیلئے نیچے دو ٹیوب ویلز بنا دیئے

ہیں، لفٹ کا انتظام بھی کیا گیا، بجلی بھی پہنچائی لیکن جب یہ نئی حکومت آئی تو انہوں نے بجٹ سے شیخ بدین کا منصوبہ نکالا کہ وہاں پر سیاحت کیلئے سدرن ڈسٹرکٹس میں ضرورت کیا ہے؟ ان لوگوں کی قدر و قیمت کیا ہے کہ وہاں بھی لوگ سیر و تفریح کیلئے جائیں، تو میں چاہوں گا کہ جو شیخ بدین پر کام رکا ہوا ہے، وہ بھی میرے خیال میں چالو ہونا چاہیئے ورنہ مایوسی بڑھے گی، ناامیدی اور نفرتیں جنم لیں گی اور یہ نفرتوں کے، مایوسی کے اوقات نہیں، یہ محبتوں کے دن ہیں کہ ہم ایک دوسرے کے ساتھ محبت کریں۔یہاں پر ہماری ایجوکیشن پہ میں آؤں گا۔ ہماری قسمت میں ہوگا کہ جو اہم ہمارے محکمے ہیں، ان کے دونوں وزیر غائب ہیں، نہ یہاں پر قاضی اسد صاحب صاحب ہیں اور نہ میرے بابک صاحب ہیں۔ (تالیاں) اگر ایسے لوگوں کو اتنے بڑے محکمے سپرد کئے جائیں جن کے پاس اس کا بھی لحاظ نہ ہو کہ بجٹ میں میری موجودگی ضروری ہے، میرے پاس اتنا اہم محکمہ ہے، میں یہاں پر سن کے کچھ تجاویز لوں گا، تو یہ ہمارے صوبے کی بدقسمتی ہو سکتی ہے۔ایک سروے رپورٹ 08-2007 میں پرائمری سکولوں میں 27 لاکھ 58 ہزار 656 طلباء کا اندراج تھا۔ نئی حکومت آنے کے بعد اس کو آگے جانا چاہیئے تھا کہ اس میں اور بھی اندراج ہو، جبکہ وہ 10-2009 میں کم ہو کر 26 لاکھ 54 ہزار 285 رہ گیا۔ ہائی سکولوں میں طلباء کا اندراج تھا 5 لاکھ 44 ہزار 76، 10-2009 میں یہ کم ہو کر 5 لاکھ 38 ہزار 674 رہ گیا۔ ان دونوں تعلیمی اداروں میں کل تعداد اندراج کی 37 لاکھ 2 ہزار 276 تھی جو سال 2009 میں کم ہو کر 35 لاکھ 96 ہزار 880 رہ گئی۔ خدا کیلئے اگر ہمارے سکولوں سے بچے نکلنے پر مجبور ہوں، ان کی وجوہات تلاش کی جائیں، تعداد میں اضافہ ہونا چاہیئے، تعداد میں کمی نہیں ہونی چاہیئے۔ وجہ یہ ہے جی کہ ان تین سال میں میرے ریکارڈ پر ہے، خواہ وہ کالجوں اور ہائر ایجوکیشن کا منسٹر ہے یا پرائمری اور سیکنڈری ایجوکیشن کا منسٹر ہے، مجھے بتایا جائے کہ تین سالوں میں کسی ایک ضلع میں اس نے Visit کیا ہو، اس کے کسی سیکرٹری نے ایک ضلع کا Visit کیا ہو، اس کے کسی ڈی جی اور ڈائریکٹر نے ایک ضلع کا Visit کیا ہو؟ اور جب آپ Visit نہیں کریں گے تو وہاں پر اپنی بادشاہی ہوگی اور پھر لوگ اپنی مرضی سے کام کریں گے اور اس کے بعد وقت بچاتے ہوئے ثانوی بورڈ میں کٹ موشنز پر میں بات کروں گا۔ انڈسٹریز تو مکمل تباہ ہوئی ہیں، کارخانے بند ہیں، اس پر بھی میں کٹ موشنز پر بات کروں گا۔ پولیس کو جتنا فنڈ دیا ہے یا جاری کیا ہے، میں سپورٹ کرتا ہوں اور بھی دیا جائے لیکن، لیکن ایک بات پر توجہ دینی چاہیئے کہ جو اسلحہ کی خریداری، تھانے کے بنانے میں، سول لائن پولیس کے بنانے میں جو باتیں سامنے آرہی ہیں، ان کو اگر ہم نے نوٹ نہیں کیا تو پھر شرقی تھانے کی طرح،

جو بلٹ پروف تھا، بارش میں ضرور گرے گا، ضرور گرے گا۔ صحت بہت اہم ہے اور میرے خیال میں دو ہی ادارے ہیں، تعلیم قوم کو بناتی ہے اور صحت کا محکمہ عوام کو تعلیم کیلئے صحت مند بناتا ہے کہ وہ اچھی تعلیم حاصل کریں۔ منسٹر صاحب اس میں کوئی شک نہیں کہ بڑے شریف ہیں، بڑے ایماندار ہیں لیکن اس کے پاس ایک منٹ کیلئے بھی اپنے محکمے کیلئے ٹائم نہیں ہے، ایک محکمہ کیلئے بھی اس کے پاس ٹائم نہیں ہے اور وہ بڑی پارٹی کا بہت بڑا لیڈر رہے صوبے کی، تو جب یہ حال ہو گا کہ نہ خود وہ کسی ضلع کا Visit کرے گا اور نہ اس کا سیکرٹری جائے گا اور نہ اس کا ڈی جی جائے گا تو یہی حال ہو گا کہ ایل آر ایچ میں ٹرانسفارمر خراب اور لوگ زمین پر لیٹیں گے۔ خیبر ہسپتال کا ابھی میں نے پوچھا، ایم آر آئی کی مشین میں نے دی تھی، خراب پڑی ہے، کوئی بنانے والا نہیں، پورے صوبے کے ہسپتالوں کا اگر آپ جائزہ لیں، ہیڈ کوارٹر ہسپتال میں دس بجے کے بعد ڈاکٹر آتے ہیں۔ (تالیاں) پہلے اپنے کلینک میں، پہلے اپنے کلینک میں مریضوں کو دیکھتے ہیں، پورے صوبے میں، اس کے بعد آپریشن اپنی کلینک میں کرتے ہیں، دو گھنٹے کیلئے ہیڈ کوارٹر ہاسپٹل، تحصیل ہیڈ کوارٹر، بی ایچ یو، آر ایچ سی کیلئے آتے ہیں اور پھر وہاں پر لوگوں کو تیار کر کے آپریشن کیلئے دوبارہ شام کو اپنے ساتھ لے جاتے ہیں۔ اسی طرح ہسپتالوں میں جنریٹرز بھی پڑے ہیں لیکن وہ سارے خراب ہیں، اس کیلئے تیل بھی نہیں ہوتا تو خدا کیلئے اس میں کچھ، دو محکمے بڑے اہم ہیں، ایک صحت اور دوسرا تعلیم، ان دونوں پر توجہ دینی چاہیئے۔ اسی طرح ہماری پرنٹنگ پریس جو خیبر پختونخوا کی مکمل بند ہو رہی ہے۔ ہم پرنٹنگ باہر کے لوگوں کو دیتے ہیں اور یہاں پر اپنے لوگ جو ہیں، وہ بے روزگار ہو رہے ہیں۔ ایریگیشن بہت اہم محکمہ ہے، اس کو جتنی بھی اہمیت دی جائے میرے خیال میں کم ہے۔ یہی فلڈ سے بچانے کیلئے زمینوں کو سیراب کرنے کیلئے ہمارے پاس ایک ایسا محکمہ ہے جو غریب زمینداروں کیلئے روزی کماتا ہے تو اس لئے جہاں پر ٹیوب ویل کی ضرورت ہے، اس پر نظر ثانی کیجائے، جہاں پانی نہیں ہے، وہاں پر ٹیوب ویل کا انتظام کیا جائے۔ حفاظتی بندوں کا انتظام کیا جائے اور فلڈ پروٹیکشن بند کیلئے نالیوں کو پختہ کیا جائے اور آخر میں میں ایک بار پھر جو میرے ساتھ زیادتی ہے، بنوں سے، وہ میں اپنے ایریگیشن منسٹر صاحب کے سامنے رکھنا چاہتا ہوں۔ جب میں چیف منسٹر تھا، میں نے کافور ڈھیری اور بنوں کا سکارپ جو مردہ ہو چکا تھا، دوبارہ زندہ کیا اور اس پہ میں نے کافور ڈھیری میں بھی کام کیا۔ یہاں پر اس کا ایم پی اے بیٹھا ہو گا، کون ہے؟ مجھے اندازہ نہیں۔ میرے خیال میں (مسکراتے ہوئے) سپیکر صاحب! آپ ہیں، تو پھر وہاں پر ہم نے ٹیوب ویل اور نالے کیلئے انتظام کیا، پھر یہ مردان میں بھی ہوا تھا۔ (تالیاں) بنوں میں

فرسٹ ہوا تھا، یہ سیکنڈ تھا، تو جب میں نے سمری پہ منظوری دی کہ اس کی بجلی کے اخراجات اور اس کیلئے ایک ٹیوب ویل آپریٹر، وہ اجازت میں نے دی تو یہاں پر بیوروکریسی کا وہ حال ہے کہ جب میں چیف منسٹر کی اس چیئر سے گیا تو وہاں پر فنانس منسٹر نے چیف منسٹر کے آرڈر کے باوجود اس پہ Observation لگایا اور آج بھی وہ سمری اس طرح آتی اور جاتی ہے، تو میں بڑے ادب کے ساتھ اریگیشن منسٹر سے سوال کر وں گا کہ ایک چیز کی مردان کیلئے، کافور ڈھیری کیلئے، بنوں کیلئے یکساں پالیسی ہونی چاہیئے۔ اگر وہاں پر وہ بجلی دے رہے ہیں تو بنوں میں بھی دیں، اگر وہاں پر وہ کلاس فور دے رہے ہیں تو بنوں میں بھی دیں۔ پشاور ہمارا دارالخلافہ ہے اور یہ ہمیں سات ارب چونتیس کروڑ محاصل آمدن دیتا ہے یہ ضلع، سات ارب چونتیس کروڑ، ابھی بڑے تعجب کی بات ہے کہ ایک ضلع اتنی آمدن دے رہا ہے اور اس کیلئے صرف ایک ارب پینتالیس کروڑ روپے رکھے گئے ہیں، یہ ایک کروڑ پینتالیس لاکھ روپے سے پشاور میں کیا ہوگا؟ اس میں دو فلائی اوورز بڑے نام کے آرہے ہیں، دو فلائی اوورز ہیں، ایک گل بہار، ایک ہے رحمان باباچوک۔ رحمان باباچوک پہ میں نے اپنی گورنمنٹ میں فلائی اوور کا افتتاح بھی کیا اور اس کا نام مفتی محمود فلائی اوور بھی رکھا اور بہت بڑا وہاں پر میڈیا بھی آیا تھا، بورڈ آج بھی لگا ہے یا انہوں نے توڑا ہوگا لیکن ان کی حکومت آنے کے بعد اس کو اے ڈی پی سے نکالا گیا اور جب میں نے یہاں پر شور کیا تو انہوں نے کہا کہ یہ سیکیورٹی رسک ہے، یہاں پر جب ہم اوپر فلائی اوور بنائیں گے تو یہ اسمبلی نشانے پہ ہوگی۔ میں آج موجودہ حکومت سے پوچھوں گا کہ تین سال آپ نے اس لئے لیٹ کیا کہ یہ میں نے افتتاح کیا تھا، تین سال آپ نے اس لئے لیٹ کیا کہ آپ کو مفتی محمود کا نام پسند نہیں تھا یا اس وقت سیکیورٹی رسک تھا اور آج سیکیورٹی رسک نہیں ہے؟ مجھے یہ جواب ضرور ملنا چاہیئے۔ میں جب دوسرے بزرگوں کا احترام کرتا ہوں اور میں ایمان سے کرتا ہوں، جو بات میری زبان سے نکلتی ہے اور کوئی میرے بزرگ کا احترام نہ کرے تو آخر میں بھی انسان ہوں، میرے بزرگ کا نام مٹا کر، مفتی محمود عالم دین کا نام مٹا کر اس کی جگہ پر انار حمان باباسکوائر، رحمان بابا بھی بہت بڑا نام ہے، آج کل میں حیات آباد سے جب آرہا ہوں تو میں کسی دوسری طرف دیکھ نہیں سکتا، کوئی درخت مجھے نہیں نظر آرہا ہے، سارے بورڈز لگے ہوئے ہیں اور درخت چھپائے گئے ہیں اور بہت بڑی بڑی تصاویر ہیں، یہ بھی میں بتاؤں گا کہ ان بورڈز پہ کتنے اخراجات آئے ہیں؟ ذراپی ڈی اے سے یہ بھی معلوم کرنا چاہیئے، تو میں چاہوں گا کہ یہاں پر جو فلائی اوور ہے، یہاں پر جو فلائی اوور ہے، بڑے لوگ بڑے دل کے فیصلے کرتے ہیں، بڑے دل کے بڑے لوگ دوراندیش ہوتے ہیں۔ مجھے ارباب سکندر خان کے نام

پہ فخر ہے، گلبہار کا اگر آپ بناتے ہیں، ارباب سکندر خان خلیل اس صوبے کا بہت بڑا میرا بزرگ ہے، میرا بزرگ ہے، جب میں آپ کے بزرگ کا احترام کرتا ہوں اور آپ میرے بزرگ کے نام کو مٹاتے ہیں تو یہ کہاں کا انصاف ہے؟ کم از کم اس ایون سے مجھے یہ توقع نہیں اور آج کے بعد مجھے اندازہ ہے کہ انشاء اللہ یہ مفتی محمود فلائی اوور ہو گا، انشاء اللہ اس کا نام تبدیل نہیں ہو گا اور بشیر بلور صاحب مجھے اس طرح کروا رہا ہے (ہاتھ سے اشارہ کرتے ہوئے) ہر ایک آدمی کو یہ بھی سوچنا چاہیئے کہ اگر میں شیشے کے گھر میں رہتا ہوں، آپ کے گھر کے دروازے بھی شیشے کے ہیں لیکن اس صوبے کی یہ روایات نہیں ہیں۔ گزشتہ سال بجٹ دو کھرب، چھیانوے ارب سے زائد تھا، میرے پاس میرے فنانس منسٹر کی پرانی تقریر ہے اور ابھی نئے بجٹ میں یہ کم ہو کر، چالیس ارب اس میں کمی آئی ہے، یہ تو پچاس ارب آگے جانا چاہیئے تھا لیکن یہ بجٹ پچھلے بجٹ سے اس کا حجم جو ہے، چالیس ارب کم ہے۔ ٹیکس کے حوالے سے بات کرتا ہوں، بڑے نرم اور خوبصورت انداز سے یہاں پر بتایا گیا کہ ٹیکسز نہیں لگے ہیں اور حکومت اعلان کرتی ہے کہ ہم کوئی نیا ٹیکس نہیں لگائیں گے۔ دیوانی مقدمات پر ٹیکس میں اضافہ، ٹرانسپورٹ پر فیسوں کے ٹیکسوں میں اضافہ، سول کورٹ یا ریونیو میں درخواست یا اپیل پر (مسکرف)، جب آپ تنازعہ اراضی کا مقدمہ کریں گے تو اس میں 7.5 فیصد وصول کریں گے، یہ بھی مجھے بتایا جائے کہ یہ کب سے ہے اور کس طرح ہے؟ دوسرا ٹیکس، ایک ٹیکس جب آپ بلڈنگ بناتے ہیں تو اس بلڈنگ کے کرایے پر بھی 20 فیصد ٹیکس لگایا گیا ہے کہ اگر آپ کو کرایہ آرہا ہے تو اس سے بھی آپ 20 فیصد ٹیکس دیں گے۔ ایک نیا ٹیکس ہے، لوڈ/آن لوڈ، لوڈ/آن لوڈ، آن لوڈ۔۔۔۔

Voices: Load/ Unload.

قائد حزب اختلاف: ہاں، یہ نام بھی کچھ عجیب سا ہے اور لگا بھی اس طرح ہے کہ میرے ضلع پہ پچھلے سال لگایا گیا، میں نے یہاں پر بات بھی کی اور جب میں نے بات کی تو وہ ایک شخص کو درخواست پر دیا گیا تھا اور کتنے میں دیا گیا تھا، اگر میرا منسٹر متوجہ ہو، اس کیلئے میں بول رہا ہوں، وہ کتنے میں دیا گیا؟ 36 لاکھ میں۔ اس پر اشتہار نہیں کیا گیا، ایک عام آدمی کو اسی طرح درخواست پہ دیا گیا۔ پرسوں جب اس پہ بولی ہوئی، یہ اس بولی کے کال ڈیپازٹس اور ریٹس ہیں، ایک کروڑ پچاس لاکھ میں چلا گیا۔ اگر پچھلے سال بھی عام بولی پہ ہوتا تو، آج ٹی وی پہ آپ دیکھ رہے ہیں کہ میرے بنوں ٹی ایم اے کے لوگ باہر آکر پریس کلب میں ہڑتال کر رہے ہیں، ان کی تنخواہ نہیں ہے، وہاں پر ان کی تنخواہ نہیں ہے، یہ اگر پچھلے سال ڈیڑھ کروڑ پہ دیا جاتا تو آج وہ اس کیلئے باہر نہ نکلتے۔ دوسرا ٹیکس عجیب سا لگا ہے، اخبارات کے اشتہارات پر سولہ فیصد، ان

حالات میں صحافی مر رہے ہیں، بیچارے روزانہ باہر کھڑے ہیں، میاں افتخار صاحب کے دل اور گردے کی بات ہے کہ وہ اس کو منا رہے ہیں۔ اس میں سولہ فیصد ٹیکس اخبارات کے اشتہارات پر لگا دیں تو یہ آزادی صحافت کس طرح ہو گی؟ تو یہ بھی میں التجاء کروں گا کہ اس کو ختم کیا جائے۔ اس طرح سی این جی پیٹرول پمپ، پرائیویٹ میڈیکل کالجز، انجینئرنگ کالجز، تجارتی اداروں، کارخانوں، ریسٹورنٹ، شادی ہال، ڈاکٹر، سپیشلسٹ ڈاکٹر پہ چھبیس سو، ڈاکٹر پہ بارہ سو اور صاف پینے کے پانی پہ بھی اضافہ ہوا ہے اور نہانے پہ بھی ہوا ہے کہ اگر آپ زیادہ نہائیں گے تو آپ پر زیادہ بل آئے گا۔ (قہقہے) یعنی اگر آپ ڈاکٹر پہ ٹیکس لگائیں گے، اس کیلئے کوئی بڑی بات نہیں کہ چھبیس سو روپے سالانہ کیا گیا ہے، وہ بھی ایک سو روپیہ اضافہ کر لے گا۔ ابھی شادی ہال پہ لگائیں گے، وہ ادھر اضافہ کریں گے، پھر میرے ساتھ زیادتی ہے سپیکر صاحب، وہ ہے تمباکو اور نسوار پہ (قہقہے) جو کہ وہ بنوں کی پیداوار ہے (تالیاں) تمباکو اور نسوار جو ہے، وہ بنوں کی پیداوار ہے اور یہ پختون کلچر کا حصہ ہے۔ ہمارے جو بلوچستان کے پختون ہیں، وہ اوپر بھی ڈالتے ہیں اور نیچے بھی ڈالتے ہیں، دونوں طرف (قہقہے) منہ کے اوپر بھی اور نیچے بھی (قہقہے / تالیاں) اور یہاں پر چونکہ نسوار کی کراچی تک سپلائی ضلع بنوں سے ہے، ابھی خدا کیلئے Leather goods بھی آپ نے بند کیا، خلیفہ گل نواز کے جو چار سو بیڈز تھے، وہ بھی آپ نے ختم کئے ہیں ہاسپٹل کے، Leather goods کو بھی بند کیا، نسوار کیلئے تو ہمارے ساتھ گزارا کریں تاکہ غصہ ہم اس پہ کم کریں، (تالیاں) کم از کم یہ تو آپ ہمارے ساتھ زیادتی نہ کریں۔ ایک اور بات میں آپ کو بتا دوں، میں بنوں گیا تھا تو مجھے لوگوں نے کہا کہ چادر پہ دس روپے لیتے ہیں، جب آپ کینٹ میں جاتے ہیں، میں نے کہا کہ چادر پہ کس طرح لیتے ہیں؟ اور بنوں میں یا سدرن ڈسٹرکٹس میں تو کوئی ایسا آدمی نہیں جو سردیوں میں چادر نہ اوڑھتا ہو، میں جب ادھر جا رہا تھا، میں نے ڈرائیور کو کہا کہ تھوڑا سا آہستہ جائیں۔ ادھر چیک پوسٹ تھی آرمی کی اور کچہری میں تانگے میں وہاں پر لوگ جا رہے تھے تو فوجی نے ادھر دوکان بنائی تھی اور اس میں چادر رکھ کے، پھر آدمی سے واپسی پر ٹکٹ لیکر کر دس روپے نکالتا ہے اور اس میں ایسی چادریں بھی تھیں جو بیس روپے پہ بھی آپ اس کو نہ خریدتے جو کہ پرانی تھیں لیکن وہ روزانہ اس پر دس روپے لیتا تھا۔ یہ بھی ایک عجیب سی بات میں آپ کو بتاؤں، ابھی آ رہے ہیں کہ میں کس کس چیز پہ روؤں؟ یہاں پر میرے بنوں کے لڑکے کھڑے ہیں گیٹ کے باہر، میاں صاحب بھی باہر گئے تھے، میں بھی گیا، خدا کیلئے اس اسمبلی کے فلور پہ میں نے بڑے ادب کے ساتھ لکی مروت میں، ٹانک کے شہر میں اور بنوں

کے شہر میں موبائل بندش کی بات تھی اور مجھے میرے دوست میاں افتخار صاحب نے کہا کہ انشاء اللہ ہفتے کے اندر اندر ہم اس کو کلئیر کریں گے، کوشش کریں گے، آپ کی بات پہ آؤں گا اور جب ادھر دوبارہ اٹھا، میں نے پوچھا تو اس نے کہا کہ چیف منسٹر صاحب موبائل کی آزادی کا اعلان کریں گے، یہ کونسی بڑی بات ہے کہ چیف منسٹر صاحب موبائل کا اعلان کریں گے کہ موبائل پہ ہم نے پابندی ختم کی۔ یہ بھی آپ کے اس ایوان کی اسی تقریر میں بات ہے۔ آج بچوں پر مجھے رونا آتا ہے جو باہر چیختے ہیں، تجارت تباہ ہوئی ہے، معیشت میری تباہ ہوئی ہے، وہاں پر آپ جائیں، دھوپ میں بیٹھے ہیں، بنوں سے آئے ہیں، پریس کلب کے سامنے انہوں نے ٹینٹ لگایا ہے اور چیختے ہیں کہ خدا کیلئے ہمیں موبائل کی آزادی دے دیں، ابھی ایک جمہوری حکومت میں باتوں پہ بھی پابندی ہو سکتی ہے؟ یہ تو زبان کے اظہار کی پابندی جیسی ہے۔ دوسری ایک اہم بات------

<u>جناب سپیکر:</u> یہ درانی صاحب! اچھی نہیں ہے کہ آپ کے ہر گھر سے پانچ ڈالر Per day یہ موبائل کمپنیاں باہر لے جا رہی ہیں؟ تو میاں صاحب تو اچھا کر رہے ہیں، آپ کے پانچ ڈالر ہر خاندان کے بچا رہے ہیں۔

<u>قائد حزب اختلاف:</u> تو خدا کیلئے آج اعلان ہونا چاہیئے کہ اس کو آزادی دیں۔ رحیم داد خان بھی بیٹھے ہیں، میرے بزرگ ہیں اور فنانس منسٹر بھی ہیں، میرے ضلع میں دو بڑے اہم Bridges ہیں جو کہ بڑے راستوں کو ملاتے ہیں۔ اب ایک بنوں سے بائی پاس روڈ ہے جو ٹاؤن شپ سے غوری والا جاتا ہے اور دریا کرم پہ Bridge بن رہا ہے، اس کا اے ڈی پی نمبر ہے 536/70646 2007-08 Construction of 200 KM road and 10 Bridges ہے۔ اس میں بھی ایک دو پل وہاں پر بن رہے ہیں، RRC Bridge on Kurram River between Shaggi Machan Khail to Adam Rasool Khan, Bannu اور دوسرا بہت اہم ہے، وہ آج کل میران شاہ کو جب آپ جاتے ہیں تو باران کول کے ساتھ، اس پر سات سات، آٹھ آٹھ کروڑ روپے بھی لگے ہیں، فائل بھی اس پہ گئی ہے، اس کے وہ بھی بنے ہیں لیکن ابھی اس بجٹ میں اس نمبر کے اے ڈی پی کو نکالا گیا ہے۔ اگر آپ اس کو نکالیں گے اور دس، دس کروڑ روپے ان برِیجوں پہ خرچہ ہوا ہے تو مجھے بتایا جائے کہ اس کو دوبارہ آپ کس طریقے سے شامل کریں گے تاکہ گورنمنٹ کا یہ فنڈ ضائع نہ ہو؟ دوسری میں پھر ایک ایسی بات آپ کے سامنے رکھ رہا ہوں جو میرے فنانس منسٹر نے کہا کہ ہم جوڈیشل کمپلیکس بنا رہے ہیں، بنوں میں بھی، فلاں جگہ بھی، اور ہم اس پہ ابھی کام شروع کروا رہے ہیں۔ میں اس کے نالج میں لانے کی کوشش کرونگا کہ میرا جوڈیشل کمپلیکس بنا ہے، اس میں صرف پانچ فیصد کمی ہے، مہربانی کرکے اس کو پورا کریں، وہ نیا بنانا

نہیں ہے، آپ نے نئے بنانے کا اعلان کیا ہے۔ پیداوار کے حساب سے میں نے یہاں پر پچھلے بجٹ میں بھی یہ بات سپیکر صاحب، آپ کے اور ایوان کے سامنے رکھی تھی، آپ نے پرسوں یہاں پر بات کی کہ ہم نے اتنے بلز پاس کئے، اتنی اچھی کارروائی کی اسمبلی نے، میں آپ کی خاطر مان لیتا ہوں لیکن اصل جو بل تھا، وہ تھا سیلز ٹیکس کا، جو مرکز نے صوبوں کو دیا اور پھر وہاں پر صرف سندھ نے عملی کام کر کے ابھی سیلز ٹیکس صرف سندھ صوبے کے قبضے میں ہے اور آپ کا ابھی تک آپ کے ہاں پڑا ہوا ہے۔ اس صوبے کی آمدن آپ اس سے 20 ارب بڑھا سکتے ہیں اگر یہ سیلز ٹیکس اور یہ لوگ آپ کے پاس ہوں۔ کیا ہمارے پاس اتنا وقت نہیں ہے کہ سندھ کی اسمبلی اس بل کو پاس کروا سکتی ہے اور ہماری اسمبلی میں یہ التواء میں رہے تو یہ بھی میری آپ سے التجاء ہوگی کہ جون کے بعد فوری طور پر اس بل کو لائیں۔ میں نے پہلے بات کی تھی کہ چراٹ سیمنٹ، کوہاٹ سیمنٹ، نظام پور سیمنٹ، پاکستان تمباکو کمپنی، یہ تو کہتے ہیں کہ ہم KPK میں ہیں، خیبر پختونخوا میں ہیں لیکن ان کے دفاتر جو ہیں، وہ ایک بھی خیبر پختونخوا میں نہیں ہے، ان کے دفاتر یہاں کراچی میں ہیں یا اسلام آباد میں ہیں اور یا لاہور میں ہیں۔ ابھی جو ریونیو کی بنیاد پہ بات ہوگی، میں آپ کو ایک فگر بتاؤنگا، اس پاکستان تمباکو کمپنی نے پچھلے سال تقریباً 37 ارب روپے کا سیلز ٹیکس اور ایکسائز ٹیکس دیا ہے۔ ابھی دفتر یہاں پر ہو تو 37 ارب میرے ریونیو میں آئیں گے نا، خدا کیلئے ان کو پابند بنائیں، چراٹ سیمنٹ کو، کوہاٹ سیمنٹ کو، نظام پور سیمنٹ کو، تمباکو کمپنی کو کہ آپ نے آفسز اس خیبر پختونخوا میں بنانے ہیں ورنہ ہم آپ کو کوئی سہولت نہیں دیتے جب تک آپ ادھر نہیں بنائیں گے۔ ابھی۔۔۔۔

جناب سپیکر: یہ ذرا مہربانی کر کے مختصر کریں، نماز کیلئے بریک کر رہے ہیں، قضاء ہو رہی ہے۔

(مداخلت) نہیں بس کر رہے ہیں۔

قائد حزب اختلاف: ابھی میرے خیال میں حکومت نے 85 ارب روپے خوراک کیلئے بینکوں سے قرض لینے کیلئے تجویز پیش کی ہے اور میں نے جب حساب لگایا تو 85 ارب جب خوراک کیلئے آپ بینکوں سے لیں گے تو اس پہ آپ 15 ارب روپے سود دیں گے۔ کوئی بینک آپ کو چودہ / پندرہ فیصد سے نیچے پہ قرضہ نہیں دیگا تو خدا کیلئے اس کو دیکھیئے کوئی کہ ہم 85 ارب کی بجائے پھر 100 ارب روپے بینکوں کو ادا کریں گے۔ میری کچھ باتیں رہ گئیں، اس پہ میں تفصیلاً کٹ موشنز پہ ہر محکمے پر بات کرونگا۔ سپیکر صاحب، میں آپ کا بھی انتہائی مشکور ہوں کہ آپ نے مجھے موقع دیا اور اپنے دوستوں کا بھی مشکور ہوں کہ انہوں نے میری باتیں بڑے غور سے سنیں، میرے کم عقل میں یہی کچھ معلومات تھیں جو میں نے ان کے سامنے رکھیں

اور باقی کٹ موشنز یہاں رکھیں گے، اللہ ان کو توفیق دے اور میں آپ سے گزارش کر رہا ہوں کہ آپ دیکھیں، پھر آپ مجھے بھی کہیں گے، دوسرے کو بھی کہیں گے کہ نماز کا وقت ہو گیا۔ آپ اجلاس پانچ بجے بلاتے ہیں اور چھ بجے لوگ آتے ہیں، خدا کیلئے اس کو تین بجے کریں، تین بجے کریں کہ صحیح یہاں پر بحث بھی ہو، وقت بھی ہو اور یہ تو جب ہمارے پاس کچھ لوگ آتے ہیں تو یہی ہمیں کہتے ہیں کہ یہ ہو رہا ہے، وہ ہو رہا ہے تو اگر پانچ بجے آپ کریں گے تو ہماری روایات ہیں کہ لوگ چھ بجے آتے ہیں۔

جناب سپیکر: یہ اصل میں آپ کے پارلیمانی لیڈرز کا فیصلہ تھا، میرا نہیں تھا۔ آپ نے حافظ اختر علی کو بھیجا تھا، انہوں نے خود کیا تھا۔

قائد حزب اختلاف: نہیں، نہیں جی، بالکل ٹھیک ہے، میں نے تجویز رکھی، وہ تو میرے خیال میں آپ کی بھی خواہش نہیں تھی۔۔۔۔۔

جناب سپیکر: بس ٹھیک ہے جی۔

قائد حزب اختلاف: لیکن اداروں کی خواہش تھی، آپ کا بہت بہت شکریہ۔

جناب سپیکر: شکریہ۔ یہ نسوار کی زیادہ وکالت نہ کریں، اس سے بہت بیماریاں پھیل رہی ہیں۔ دس منٹ کا وقفہ کیا جاتا ہے نماز کیلئے۔ پرانے ہال میں چائے کا بندوبست کیا گیا ہے۔ اس کے بعد بشیر بلور صاحب! آپ جواب دیں گے یا جو کچھ بھی آپ کہنا چاہیں، اس کے بعد۔ دس منٹ کا وقفہ۔

(اجلاس کی کارروائی دس منٹ کیلئے ملتوی ہو گئی)

(وقفہ کے بعد جناب ڈپٹی سپیکر، خوشدل خان ایڈوکیٹ مسند صدارت پر متمکن ہوئے)

جناب ڈپٹی سپیکر: جناب پیر صابر شاہ صاحب۔ جناب قلندر خان لودھی صاحب۔

جناب شاہ حسین خان: جناب سپیکر! کورم پورہ نہ دے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: راروان دی، کبنینہ تہ۔

جناب شاہ حسین خان: جناب سپیکر صاحب! کورم پورہ نشتہ۔

جناب ڈپٹی سپیکر: ایک دو منٹ کیلئے گھنٹیاں بجائی جائیں۔

(اس مرحلہ پر گھنٹیاں بجائی گئیں)

جناب ڈپٹی سپیکر: قلندر لودھی صاحب، پلیز۔

حاجی قلندر خان لودھی: شکریہ، جناب سپیکر۔ میں آپ کا مشکور ہوں جناب سپیکر کہ آپ نے مجھے بجٹ 2011-12 پر اظہار خیال کا موقع دیا لیکن جیسے میرے اپوزیشن لیڈر درانی صاحب نے پوائنٹ آوٹ کیا تھا کہ بڑی اہم ڈاکومنٹ پر، بجٹ پر تقریر ہو رہی ہے، اس پر کچھ اپنی استطاعت کے مطابق تجویزیں دی جائیں گی، کچھ پوائنٹ آوٹ ہوگا، کچھ ہائی لائٹ کی جائیں گی باتیں، تو اب اسمبلی میں آپ نے دلچسپی کا یہ دیکھ لیا ہے کہ اس میں وزراء صاحبان جو ہیں، Even ایم پی ایز بھی نہیں ہیں اور میں گلہ کرونگا اپنے اپوزیشن لیڈر سے بھی کہ جب وہ یہ چاہتے ہیں، وہ یہ پسند کرتے ہیں کہ مجھے کوئی سنے تو ہماری بھی یہ خواہش ہے کہ وہ ہمارے سینیئر ہیں، ہم کوئی بات کریں، وہ بھی ہمیں سنیں (تالیاں) تو وہ بھی اگر موجود ہوں اور وہ آجاتے تو بہتر ہوتا۔ جناب سپیکر، بجٹ 2008-09 چند ہی ماہ بعد پیش کیا گیا، اس وقت گورنمنٹ کے پاس ایک بہانہ بھی تھا، حالات بھی ایسے تھے کہ انہوں نے Block allocation پر ہی انحصار کیا۔ پھر 2009-10 میں لاء اینڈ آرڈر کا مسئلہ تھا، اس میں پورا صوبہ دہشت گردی اور لاء اینڈ آرڈر میں تھا اور 35-40 لاکھ آئی ڈی پیز ہمارے بھائی گھر سے بے گھر ہوئے تھے، مجبورا Block allocation کو ہی اپنانا پڑا لیکن 2010-11 میں اس صوبے کے حالات قدرے بہتر تھے لیکن پھر بھی ہمارے صوبے کا کوئی مقدر بن گیا کہ Block allocation نہیں Umbrella ہی آگیا اور اب جی اپنی گورنمنٹ میں جبکہ سینیئر منسٹر بشیر بلور صاحب 2002 سے 2008 تک ہمارے ساتھ اسمبلی میں تھے تو وہ بہت زیادہ ہائی لائٹ کرتے تھے کہ یہ Umbrella اور یہ Block allocation نہیں ہونا چاہیئے اور یہ اس کیلئے بہتر نہیں ہے لیکن اب خود گورنمنٹ میں ہیں، پتہ نہیں کیوں اس نے اب پھر اس کو ہی پروموٹ کیا ہے؟ جناب سپیکر، اس سے بڑی قباحت یہ ہوتی کہ اس میں جو سکیمیں ہیں، فرض کیا Drinking water کی سکیم ہے، وہ Hundred سکیمز ملتی ہیں تو Hundred سکیمز میں کسی میں کوئی سکیم پہلے شروع ہوتی ہے، کوئی سکیم بعد میں شروع ہوتی ہے، ہر حلقے کے، ہر ڈسٹرکٹ کے اپنے اپنے معاملات ہیں، واقعات ہیں------

Mr. Deputy Speaker: Bacha Saleh! Please go to your own seat and sit down.

حاجی قلندر خان لودھی: کوئی پہلے Turn ہو جاتی ہے اور کوئی بعد میں Turn ہو جاتی ہے لیکن اب اس کا پی سی ون، 'ریوائزڈ' پی سی ون اس وقت نہیں ہوگا، اگر ایک کام ختم ہو جاتا ہے اور اس میں چند لاکھ روپے کی ضرورت ہے لیکن اس کا پی سی ون اس وقت تک اس کو Retain نہیں کیا جائے گا جب تک

Hundred schemes کا وہ پی سی ون نہیں آ جاتا، تو پھر Hundred schemes کا پی سی ون کب آئے گا اور وہ کس طرح سے ہوگا؟ تو یہ ایک بڑی قباحت ہے اور یہ ترقی کو روکنے والی ڈیویلپمنٹل سکیموں کو ختم کرنے والی، تقریباً اُن کو روکنے والی ایک بڑی بات ہے، اس پر اس کے Flow کو روکنا ہے، اس پر اگر گورنمنٹ توجہ دے تو ہم اس کے مشکور ہونگے۔ جناب سپیکر، یہ بجٹ تقریر اگرچہ اپنے صوبہ کی روایت کے مطابق ہم نے بڑے تحمل سے سنی، ہم نے وہ کچھ نہیں کیا جو قومی اسمبلی میں ہوا اور جو پنجاب میں ہوا یا دوسرے صوبوں میں، ہم نے اپنے صوبے کی ایک روایت کو برقرار رکھا لیکن جناب سپیکر، اس کا یہ مطلب نہیں ہے کہ سب اچھا ہے، بہت کچھ ہم میں بھی کمزوریاں ہیں جو ہم کوشش کریں گے کہ اپنی تقریر کے دوران گورنمنٹ کے گوش گزار کریں۔ جناب سپیکر، ہم یہ سوچنے پر مجبور ہوتے ہیں، ٹھیک ہے ہماری اسمبلی کو ہم تعبیر کرتے ہیں کہ یہ جرگہ ہے، واقعی اللہ کرے کہ یہ جرگہ ہی رہے تو ہم اس میں کوشش کرتے ہیں کہ اپوزیشن والے بھی ایسا رول ادا کرتے ہیں کہ اس میں گورنمنٹ کو زیادہ ٹف ٹائم اس وقت نہ دیا جائے جبکہ ہمارا ملک بلکہ ہمارے صوبے میں، ہمارا ملک اور خصوصاً صوبے میں ایسے حالات ہیں کہ ہر طرف صف ماتم بچھی ہوئی ہے ہر طرف، صبح جب اٹھتا ہے آدمی، ٹی وی دیکھتا ہے، میڈیا دیکھتا ہے، اخبار دیکھتا ہے تو روئے بغیر نہیں رہ سکتا، تو ان حالات میں ہماری یہ سوچ ہے کہ گورنمنٹ کو وہ اتنا ٹف ٹائم نہ دیا جائے اور اس کے ساتھ اتنا بھی اسے مجبور نہ کیا جائے کہ وہ اور معاملات کے مطابق پھر یہاں بھی وہ Tense رہے لیکن جناب سپیکر، یہاں جو باتیں ہیں، اس میں بھی اگر موجودہ حکومت پر مسلسل تنقید نہ کی جائے تو وہ بھی ہماری ذمہ داریوں سے پہلو تہی ہوگی کیونکہ ہم عوامی نمائندے ہیں۔ جناب سپیکر، چونکہ میں اپنی تقریر کا حصہ، جو کہ میرے اپوزیشن لیڈر نے A to Z بات چھوڑی نہیں ہے اور اس پہ چونکہ اب میری کوشش ہے کہ میں Repetition میں نہ جاؤں، ٹائم بھی تھوڑا ہے لیکن جناب سپیکر، اس کی بعض چیزوں کا میں ذکر کرنا ضروری سمجھتا ہوں۔ جناب سپیکر، پچھلے سال 9 ارب 28 کروڑ 36 لاکھ روپے مختص کئے گئے جبکہ خرچ 7 ارب 7 کروڑ اور 92 لاکھ روپے ہوئے۔ اخراجات کی شرح 70 پرسنٹ بتائی گئی، میرے خیال میں یہ ناقص کارکردگی ہے گورنمنٹ کی کہ ان کو 9 ارب روپے خرچ کرنا چاہیئے تھے جو انہوں نے 7 ارب خرچ کئے۔ جناب سپیکر، مواصلات اور تعمیرات کیلئے 2 ارب 32 کروڑ روپے رکھے گئے جو کہ میرے خیال میں بہت کم ہیں کیونکہ یہ شاہرات، روڈز جی ایسے ہیں جو اس صوبے کو آپس میں جوڑتے ہیں جس سے ہم فارمز سے مارکیٹ تک، اپنے فارمز سے مارکیٹ تک اپنی اناج وغیرہ لے جا سکتے

ہیں تو اس کیلئے یہ رقم بہت کم ہے اور اس کو اب زیادہ کرنا چاہیئے تھا جناب سپیکر، کیونکہ اس سے بھی معیشت پر اثر پڑتا۔ جناب سپیکر، زراعت چونکہ معیشت کی ریڑھ کی ہڈی سمجھی جاتی ہے لیکن ہم نے زراعت کیلئے، جبکہ ہمارے بڑے سینیئر منسٹر ارباب صاحب اس پر بڑی توجہ بھی دے رہے ہیں، بڑے انکے دورے ہوتے ہیں، پورے صوبے میں جاتے ہیں تو اس پر بھی رقم اگر زیادہ ہو جاتی، پچھلی دفعہ تو تقریباً 80 کروڑ تھی جو کہ اس وقت بڑھا کر ایک ارب 17 کروڑ کر دی ہے لیکن یہ بھی بڑی کمی ہے۔ جناب سپیکر، ان حالات میں جبکہ مہنگائی اور ایسے حالات ہیں اور ملک میں لاء اینڈ آرڈر کا مسئلہ بھی ہے اور ہر وقت شورش سے ہم دو چار ہیں تو اس میں اگر ہم اپنی سوکھی روٹی پیدا کر لیں، اگر اتنا اناج ہم اگا لیں کہ ہم سوکھی روٹی بھی کھانے کے قابل ہو جائیں تو میرے خیال میں پھر بھی ہم سمجھیں گے کہ ہم نے بڑی ترقی کی لیکن ہم اس پر کوئی خاطر خواہ توجہ نہیں دے رہے ہیں کیونکہ یہی ایک ذریعہ ہے ہم غریبوں کا، زمینداروں اور کسانوں کا لیکن اس پر بھی ہم نے کوئی خاطر خواہ توجہ نہیں دی، بہت کم پیسے رکھے ہیں۔ جناب سپیکر، تعلیم کے بارے میں چونکہ میں ان چیزوں کو چھوڑ رہا ہوں جو میرے اپوزیشن لیڈر نے بیان کی ہیں، Repetition میں نہیں جاتا لیکن جو چیز اس سے رہ گئی ہے، میں کوشش کرتا ہوں کہ اس کو میں ہائی لائٹ کروں۔ جناب سپیکر، خیبر پختونخوا میں چھ کیڈٹ کالجز اور سات ماڈل سکولز کو ختم کر دیا گیا جو کہ باعث تشویش ہے، بجائے آگے جانے کے ہم پیچھے جا رہے ہیں۔ چھ کیڈٹ کالجز ختم کر دیئے گئے اور سات ماڈل سکولز ختم کر دیئے تو ہم اس میں کونسی ترقی کر رہے ہیں؟ اس میں ذرا میرے خیال میں فنانس منسٹر یا جو بھی ذمہ دار ہو، بتائیں گے۔ جناب سپیکر، یہ ڈیموں کے بارے میں بات ہوئی ہے کہ بیس ڈیمز ہیں ہمارے صوبے میں، یہ ECNEC سے بھی پاس ہوئے سالہا سال سے چلے آرہے ہیں۔ پچھلی گورنمنٹ میں تھے، اب اسی گورنمنٹ میں بھی اس کے ہیں اور اسی ڈیموں میں ایبٹ آباد میں بھی میرے خیال دو ڈیمز ہیں جن میں ایک میرے حلقے میں ہے، پی ایف 46 میں ہے، چمن میرہ U/C چمٹ میں ہے، اس کی فیزیبلٹی رپورٹ ہو گئی ہے اور لاکھوں روپے اس پر خرچ ہوئے ہیں، مشینیں گئی ہیں اور ان کو Feasible بھی کر دیا لیکن جناب سپیکر، ابھی تک اس پر کام شروع نہیں کیا گیا تو جو پیسے اس پر خرچ ہوئے، وہ بھی ضائع ہو گئے اور میری گورنمنٹ سے یہ ریکویسٹ ہے کہ وہ بھی ان کا حصہ ہے، ہزارہ بھی اس صوبے کا حصہ ہے اور اس میں میرا پی ایف جو ہے، میں بھی اس ایوان میں بیٹھتا ہوں، میں بھی اس ایوان کا حصہ ہوں تو اس ڈیم پر بھی لوگوں کیلئے کام شروع کیا جائے اگر ایک ڈیم پر بیس پچیس کروڑ لگ جاتے ہیں، وہ بن جاتا ہے تو جس آدمی

کے پاس ایک کنال زمین ہو گی، وہ بھی رزق حلال اپنے بچوں کیلئے کما سکے گا اور یہ بہت ضروری ہے اور اس کیلئے میری گزارش ہو گی گورنمنٹ سے جی، جناب سپیکر، ایرا/ پیرا جسکی سرپرستی ہمارے وزیر اعلیٰ صاحب کر رہے ہیں اور صوبائی گورنمنٹ کر رہی ہے، اس کا عجیب المیہ بن گیا ہے۔ 2005 میں زلزلہ آیا، ہمارے سکولوں کو، جو ٹھیک سکول تھے وہ بھی گرا دیئے گئے، بچوں سے چھتیں اٹھا دی گئیں، سات سال سے ابھی تک وہ سکولز Complete نہیں ہوئے اور اس میں ابھی تک اب میرے بچے باہر بیٹھے ہوئے ہیں تو وہ کب تک کھلے آسمان میں سردی اور گرمی میں بیٹھے رہینگے اور کب تک ہم اسے اور بٹھائینگے؟ اور اس کی سرپرستی جو ہے، وہ ہماری صوبائی گورنمنٹ کر رہی ہے۔ پچھلے سال 10-2009 میں 24 ارب رکھے گئے تھے لیکن 11-2010 میں دس ارب، ان دس ارب روپے سے تو Liabilities کنٹریکٹروں کی اور فرموں کی پوری، کوئی ڈیویلپمنٹ کام کو آگے نہیں بڑھایا گیا اور اس دفعہ پھر دس ارب ہی رکھے گئے ہیں تو یہ دس ارب اور Liability جو اس کی تھوڑی بہت آئے گی وہ ہو جائے گی، نہ میرے روڈ پر کارپٹنگ ہو گی، نہ میرے سکول پر چھت پڑے گی، نہ میرا ٹینٹ ہٹے گا اور نہ میری Drinking water کی سکیمیں چلیں گی، تو یہ اربوں روپے اور کھربوں روپے خرچ ہونے کے باوجود بھی میاں صاحب کو، کہ یہ اربوں کھربوں روپے خرچ کرنے کے باوجود بھی ہم لوگوں کو Facilitate نہیں کر سکیں گے اور پھر ایسا وقت آئے گا جناب سپیکر کہ یہ ہمارے صوبے کیلئے Liability بن جائے گی اور اگر آپ پورے کا پورا بجٹ اس ہزارہ ڈویژن پر لگا دینگے تو پھر بھی ہم لوگوں کو Facilitate نہیں کر سکیں گے۔ جناب سپیکر، اس کیلئے بھی سوچنا ہے اور اس پر سوچیں گے کہ گورنمنٹ اس کو کیسے مرکز کے ساتھ Take up کرے تاکہ یہ جو ہماری Limits ہیں یہ بن سکیں؟ جناب سپیکر، ہزارہ ڈویژن میں 12 اپریل 2010 کو ایک نہایت ہی ناخوشگوار واقعہ پیش آیا، اس میں کچھ جانیں شہید بھی ہوئیں، بڑا ایک المیہ بن گیا۔ اس کے بعد میاں صاحب کی طرف سے، گورنمنٹ کی طرف سے، ذمہ داروں کی طرف یہ کچھ ہم سنتے رہے کہ ہم بہت پیکج دے رہے ہیں ہزارہ ڈویژن کو لیکن اس بجٹ میں مجھے بڑی مایوسی ہوئی اور میرے ہزارہ ڈویژن کے جو یہاں ایم پی ایز دوست بیٹھے ہیں، انہیں اور ہزارہ ڈویژن کے عوام کو بھی بڑی مایوسی ہوئی کہ اس میں تو اس کیلئے کچھ نہیں رکھا گیا۔ جناب سپیکر، اگر گورنمنٹ یہ کرتی ہے، اس کی دعویدار ہے کہ ایکسپریس وے ہمارے لئے کر رہی ہے، ہم اس کیلئے مشکور ہیں لیکن یہ جو 08-2007 کا منصوبہ تھا، 07-2006 کا منصوبہ چلا آ رہا ہے، ابھی تک حصول اراضی ہم نہیں کر سکے، ابھی تک ہم زمین نہیں حاصل کر سکے اور اس پر اور کتنے سال لگیں گے؟

پھر بھی مشکور ہیں گورنمنٹ کے، اگر یہ ہمیں ایکسپریس وے بھی بنا کر دیتی ہے لیکن یہ اس وعدے کے ساتھ نہیں ہے جو انہوں نے ہزارے کے ساتھ کیا تھا کہ ہم اس کیلئے بہت کچھ کرینگے اور چونکہ ہمارے ہزارے میں جو کلاس فور ہیں، ہماری ہزارہ یونیورسٹی میں اگر کچھ کلاس فور ہیں، وہ بھی یہاں کے لوگ بھرتی ہیں اور جو ہمارا بڑا ہسپتال ہے، ایوب ٹیچنگ ہسپتال، وہاں پر بھی کلاس فور یہاں کے بھرتی ہیں تو لوگ پہلے سے بڑے مایوس ہیں، ان کا خیال تھا کہ کچھ ہمارے لئے بن جائیگا لیکن کچھ نہ ہو سکا۔ جناب سپیکر،۔۔۔۔۔

جناب ڈپٹی سپیکر: عبدالاکبر خان، پلیز۔

حاجی قلندر خان لودھی: جناب سپیکر، اس روڈ پر صرف ستر پچھتر لاکھ روپے وہ دینے ہیں، صرف لوگوں کی زمین کی Compensation ہم نے دینی ہے باقی تو ایشین ڈویلپمنٹ بینک نے سب کچھ ادا کرنا ہے تو اس پر بھی Delay ہے، اس پر ہم مشکور ہیں آپ کے بھی اور سپیکر صاحب کے بھی، گورنمنٹ کے بھی، انہوں نے یہاں پر فیڈرل منسٹر کو بھی بلایا اور اس میں بھی اس کو Expedite کرنے کی کوشش کی لیکن اب بھی یہاں یہ جوں کے توں پڑا ہوا ہے۔ ہماری گزارش ہوگی گورنمنٹ سے، صوبائی گورنمنٹ سے بھی اور وفاقی گورنمنٹ سے بھی کہ اس پر ذرا جلدی کریں جی۔ جناب سپیکر، میرے باقی ایم پی ایز بھی اس پر بات کرتے رہے ہمیشہ کہ ہمیں ہزارے کیلئے کیا ملے گا، ایکسپریس وے پر بڑی بات کی اور ہر فورم پر اس کو ہائی لائٹ کرتے رہے لیکن وہ حسب، وہ وعدہ ہی کیا جو وفا ہو گیا، ہمارے ساتھ وہی بے وفائی والی بات چلتی رہی جناب سپیکر۔ جناب سپیکر، گورنمنٹ کی ایک اچھی بات یہ جو Incentive allowance انہوں نے کیا، یہ بڑی اچھی بات ہے جناب سپیکر، یہ 1980 سے رائج تھا اور اس میں اور 125 اور 200 مل رہے تھے اور ایک ایسا علاقہ جسے تناول کہتے ہیں، ہزارہ میں تناول بیلٹ جو تھا، وہ رہ گیا تھا، وہ مٹ گیا تھا۔ پچھلی دفعہ بجٹ میں تو میں مشکور ہوں گورنمنٹ کا بھی اور خصوصاً وزیر اعلیٰ صاحب کا کہ میں نے ان سے ریکویسٹ کی، میں نے Application موو کی، اس پر انہوں نے چیف سیکرٹری کو لکھا، پھر سیکشن افسر سے لیکر سب سیکرٹری صاحبان، فنانس والے ہیں اس میں اور سارے، پھر چیف سیکرٹری تک اور پھر اوپر چیف منسٹر تک گئی اور وہ اب لوگوں کو مل رہا ہے، ہم آپ کی گورنمنٹ کے مشکور ہیں، اس سے ایک محرومی تھوڑی دور ہو گئی ہے، جناب سپیکر صاحب، اس پر چھ ماہ لگے لیکن کام ہو گیا۔ جناب سپیکر، کنوینس الاؤنس میں بھی آپ نے مراعات دی ہیں، 25 پرسنٹ اضافہ کیا ہے تو اسمیں میری درخواست ہوگی کہ ملازمین کا ہاؤس رینٹ بھی اگر اس کے ساتھ ملا دیا جاتا تو یہ لوگ ذرا Facilitate ہو جاتے، یہ تھوڑا سا مسئلہ تھا، یہ اگر

Complete، یہ پورا یونٹ پھر Complete ہو جاتا ملازمین کیلئے۔ جناب سپیکر، باچا خان خپل روزگار سکیم منصوبہ تو بہت اچھا ہے لیکن میں صرف ایک بار Repetition میں جاؤنگا، باقی میں نے ساری اپنی چیزیں چھوڑ دی ہیں جو میرے اپوزیشن لیڈر نے کی ہیں۔ میں ان باتوں کی Repetition میں نہیں جاتا لیکن اس میں میں جاؤنگا کہ مجھے ایک سال لگ گیا اس کو سمجھتے ہوئے کہ باچا خپل روزگار سکیم کیا ہے؟ میں کیسے کہاں سے کس کو میں Pursue کروں، کس کے ساتھ میں ملوں کہ میرے لوگ اس سے کوئی فائدہ اٹھا سکیں؟ ابھی تک نہ مجھے کوئی فارم ملا اور نہ آئندہ مجھے یہ پتہ چلے گا کہ کون دیگا یہ یا پتہ بھی نہیں کہ کیسے Implement ہوگا؟ اس کو ذرا مہربانی کر کے اس اسمبلی فلور پر بتایا جائے کہ یہ کن لوگوں کو مل رہا ہے اور یہ کن کو ملے گا؟ پچھلے سال بھی اربوں روپیہ اس پر رکھا گیا، اس دفعہ پھر اربوں روپے رکھا گیا، ہم خوش ہیں جناب سپیکر، لیکن اس صوبے کے سارے لوگ اس صوبے کا حصہ ہیں، صرف ایک سو چوبیس لوگ بیٹھے ہوئے ہیں، لوگوں کی نمائندگی کرتے ہیں، انکی یہ خواہش ہوگی کہ ان کو کچھ بتایا جائے اس کے متعلق۔ جناب سپیکر، اسی طرح بے نظیر انکم سپورٹ پروگرام شروع کیا گیا، یہ اچھا پروگرام تھا میرے جیسے غریب مسکین ایم پی اے کو بھی ہزار فارم دیئے، ہم نے بڑی محنت سے وہ فارم پر کئے۔ اس میں تقریباً 887 فارمز میں نے ایک دفعہ بڑے احتیاط سے واپس کئے لیکن اس میں سے ایک آدمی کو وہ فارم نہیں ملا اور جو تئیس فارمز جو علیحدہ لوگ مجھ سے Individually سائن کرا کر گئے، ان تئیس کو میرے حلقے میں ملا۔ جناب سپیکر، یہ کیسا پروگرام ہے، یہ کیسا صاف و شفاف ہے، یہ کیسے دے رہے ہیں، پیسے کیوں نہیں مل رہے ہیں، اس میں کیا Priority ہے؟ یہ بھی ہمیں ذرا جناب سپیکر، بتایا جائے کیونکہ پچھلی دفعہ بھی سپیکر صاحب نے میرے ساتھ مہربانی کی، انہوں نے پانچ چھ دفعہ میری میٹنگز کرائیں ڈائریکٹرز کے ساتھ میرے حلقے میں، آج بھی بے نظیر سپورٹ والے ڈائریکٹر کو بلایا ہوا تھا لیکن وہ بھی میرے لئے بے سود رہا کیونکہ میرے حلقے میں وہ نہیں ملا جی۔ جناب سپیکر، اسی طرح بینک آف خیبر کی میں بات کرونگا، اس کے متعلق کہتے ہیں کہ ایک لاکھ تک بلاسود قرضہ ملے گا، پچھلی دفعہ بھی ایک ارب روپیہ رکھا گیا، اس دفعہ بھی رکھا گیا لیکن وہ بھی اتنا مشکل ہے، اس پر یہ لکھا گیا کہ 'پہلے آؤ پہلے پاؤ' لیکن یہ معلوم نہ ہو سکا کہ کیسے آؤ کیسے پاؤ، یہ نہیں معلوم ہو سکا کہ اس میں ہم کیسے Enter ہوں اور کیسے واپس جائیں اور ہمیں کس طرح سے وہ ملے گا؟ مہربانی کر کے اگر یہ سکیمیں گورنمنٹ نے رکھی ہیں، اچھی ہیں، ہم اس کو Appreciate کرتے ہیں لیکن اس کو

تھوڑی سہل بنائیں، ہمیں بھی طریقہ بتادو کہ بھئی یہ ہے، یہ اگر کوئی سپیشل لوگوں کیلئے اگر ہوا جناب سپیکر، تو زیادتی ہوگی۔ جناب سپیکر۔۔۔۔۔۔

<u>جناب ڈپٹی سپیکر</u>: لودھی صاحب!

<u>حاجی قلندر خان لودھی</u>: جناب سپیکر صاحب، میں نے پہلے کہا تھا کہ آپ کا مزاج سخت ہے لیکن مہربانی کریں، میں کتنی جلدی کتنی سپیڈ سے بول رہا ہوں؟ کسی پر تقریر نہیں کر رہا ہوں، صرف پوائنٹ عرض کر رہا ہوں۔

<u>Mr. Deputy Speaker:</u> Ji, please, continue; go ahead.

<u>حاجی قلندر خان لودھی</u>: جناب سپیکر، مجھے نماز تک تھوڑا Allow کریں۔ جناب سپیکر، یہ پختو نخوا ہنر مند سکیم جو ہے، بلا سود، یہ بھی بہت اچھی سکیم ہے لیکن یہ صاف شفاف کیسی ہوگی؟ اس کا بھی اس طرح سے اگر ہوگا، باچا خان خپل روزگار سکیم کی طرح تو پھر اس کا کیا حل بنے گا جناب سپیکر، یہ بھی ذرا بتایا جائے؟ جناب سپیکر، یہ پھر تنظیم اللسائل والمحروم کی انہوں نے بات کر دی ہے، یہ بھی بیواؤوں کیلئے اور نادار کیلئے اور جتنے بھی، اس میں بہت کچھ لکھا ہوا ہے لیکن اس پر Implement کیسے ہوگا؟ اس پر بڑا خدشہ ہے۔ جناب سپیکر، ہم گورنمنٹ کے بھی مشکور ہیں اور ان لوگوں کے بھی جو اس میں شریک تھے کہ انہوں نے ایم پی ایز کو، چونکہ اب پیسے کی Value بہت کم ہو گئی ہے، ایک کروڑ سے دو کروڑ کر دیئے ہیں، یہ کچھ بہتر ہو گیا ہے لیکن جناب سپیکر، میں پھر اس بات پر آؤنگا، یہ جو ابھی ابھی ہمارے اے ڈی پی کو میں نے دیکھا ہے، فنانس منسٹر صاحب اس کو دیکھیں گے اچھے طریقے سے، جناب سپیکر، اگر یہاں Highway bridges ہوں یا پبلک ہیلتھ انجینئرنگ ہو یا ایجوکیشن سکولز اور کالجز وغیرہ ہوں یا ہیلتھ کے سیکٹر میں بھی آپ دیکھیں، اگر ایک کروڑ روپے کی سکیم دی گئی، اے ڈی پی میں اس کی Allocation رکھی گئی ہے تو اس کی Release جو ہے، اس سال میں پچاس لاکھ ہے تو مجھے جناب سپیکر، یہ بتایا جائے کہ یہ 10 کروڑ کی سکیم کا کتنے سالوں میں مکمل کرنے کا گورنمنٹ کا پروگرام ہے؟ اس میں بھی یہ جو On going schemes ہیں انہیں Complete کیا جائے کیونکہ انکی افادیت ختم ہو جاتی ہے۔ پہلے جو چار کلو میٹر روڈ بنتا ہے، وہ خراب ہو جاتا ہے اسکی باقی Allocation آنے تک، تو یہ بھی تو ایک بہت بڑی مایوسی سی ہے تو جناب سپیکر، اس کیلئے بھی کچھ سوچا جائے، گورنمنٹ اس پر سوچے تاکہ جو سکیمیں آ گئی ہیں اے ڈی پی میں تو ان کو اسی سال میں ختم کریں۔ ریٹ کدھر جا رہے ہیں؟ جناب سپیکر، جو فرمیں، جو کنٹریکٹرز اس کو لیتے ہیں، وہ کام کرنے کے قابل نہیں ہیں۔ Retaining wall وہ بناتے ہیں، سٹرکچر وہ کرتے ہیں، کارپٹ

سے وہ بھاگ جاتے ہیں۔ جب کارپٹ نہ ہو روڈ پر توروڈ تو نہ بنا، جب روڈ نہ بنا توان لوگوں کو ہم لاکھوں اس لئے تو نہیں دیتے کہ وہ کھا کر چلے جائیں، اس لئے اس پر بھی سوچا جائے جناب سپیکر۔ میں اس میں Especially اپنی عمر کے لحاظ سے میں اپنے تمام کیبیٹ کے وزراء کا مشکور ہوں، جب بھی میں ان سب کے دفتر میں جاتا ہوں توانہوں نے مجھے بہت بڑی عزت دی ہے، مجھے سنا ہے، میرے کام کو کیا ہے اور Especially وزیراعلیٰ کا میں مشکور ہوں، اس نے بڑے اخلاق سے ہمارے ساتھ یہ تین سال گزارے ہیں۔ ہم اس کے مشکور ہیں اسی لئے ہم اس کا بدلہ اس طرح دے رہے کہ ہم اس کو ٹف ٹائم نہیں دے رہے ہیں۔ جناب سپیکر، یہی بات ہے کہ اچھی بات کا اچھا جواب ہوتا ہے لیکن یہ ہے کہ اس میں یہ نہیں ہے کہ سب اچھا ہے۔ جیسے درانی صاحب نے بات کی ہے، بہت کچھ محکموں میں بہت کچھ مسئلہ ہے، کچھ کمیشن مافیا ہے، بہت کچھ Incentive لگی ہوئی ہیں، ہمارے صوبے میں بہت ساری غلطیاں ہیں جس پر گورنمنٹ کو چیک رکھنا چاہیئے اور گورنمنٹ کو اس گندگی کو دور کرنا چاہیئے۔ جناب سپیکر، جیسے درانی صاحب نے کہا، میں بھی یہ کہتا ہوں کہ پولیس کو جتنا بھی دیا جائے، فنڈ دیا جائے، اس کے اسلحے کیلئے جتنا بھی دیا جائے ہم اس کی حمایت کرتے ہیں لیکن اس کے ساتھ ساتھ تھوڑی میری پولیس سے یہ ریکویسٹ ہے، میں کبھی کبھی بات کرتا ہوں کہ ایک پرائیویٹ سکول ہے اور ایک ہمارا گورنمنٹ سکول ہے، پرائیویٹ سکول میں فریش لڑکا آتا ہے Raw hand ہوتا ہے، وہ اتنی اچھی تعلیم دیتا ہے، ان کا سو فیصد رزلٹ آتا ہے اور اے پلس میں بچے پاس ہوتے ہیں اور ہماری ایجوکیشن میں بالکل قابل اور Trained استاد ہوتے ہیں اور انکے زرلٹ وہ نہیں آتے، یہی بات میں پولیس کیلئے کرونگا کہ آپ کے Trained لوگ ہیں اور آپ وہ Strategy نہیں بنا سکتے جو ایک Untrained دہشتگرد یا جو بھی بناتا ہے۔ وہ روزانہ ایک سسٹم بناتا ہے کہ آج میں نے پہلا بلاسٹ کرنا ہے، اس کے بعد لوگ جمع ہونگے تو دوسرا کریں گے اور آپ کے پاس کوئی Strategy نہیں ہے کہ ہم نے ان پر کیسے قابو پانا ہے؟ اس لئے کہہ سکتے ہیں کہ ان کے بڑے دماغ ہیں۔ اتنے کھربوں روپے خرچ ہو رہے ہیں جناب سپیکر، میں Appreciate کرتا ہوں اپنے آرمی چیف کی اس بات کو جو اس نے اس دن جو اپنے کور کمانڈر پریس کانفرنس میں کی، اس نے یہ کہا کہ یہ جو ہماری فوج پر خرچہ ہو رہا ہے، اسلحے کیلئے جو ہمیں دے رہے ہیں، یہ اپنی اقتصادی حالت ٹھیک کریں، وہ اس نے خوشی سے نہیں کہا وہ اس لئے کہا ہے کہ ہم نے ان پر اتنی انگلی اٹھا دی ہے۔ جناب سپیکر، نائن الیون کا بھی واقعہ ہوا، بھارت میں بھی واقعہ ہوا، برطانیہ میں بھی ہوا، جناب سپیکر، دنیا میں ہوتا ہے لیکن ہمارے

لئے ایبٹ آباد میں واقعہ ہو گیا، ہم نے اتنا اسے Pinpoint کیا ہے، اتنا ان کو ہائی الرٹ کر دیا ہے کہ فورسز ہی اس بات پر آ گئی ہیں کہ وہ ہماری فورس کا جو ہیڈ ہے، وہ کور کمانڈر کی میٹنگ بلا کر یہ کہتا ہے کہ مجھے اب اپنے لئے، اسلحے کیلئے ایڈ نہیں چاہیئے بلکہ اس پہ اپنی اقتصادی حالت بہتر کریں ملک کی، اس پر اس نے Protest کیا ہے کہ یہ اب اس کو اتنا زیادہ وہ کرتے ہیں کہ اس پر بھی ہمیں As a قوم سوچنا چاہیئے کہ ہم کیا کر رہے ہیں؟ جناب سپیکر، میں یہ موجودہ Scenario کو Appreciate کرتا ہوں جی، صحافیوں کو بھی، لاء اینڈ آرڈر ایجنسیوں کو بھی اور یہ پولیس والوں کو بھی، رینجرز کو بھی، فوج کو بھی، ہر طبقے کو اور خاصکر اپنی اس گورنمنٹ کو، یہ Coalition government ہے، اس وقت دہشتگردوں کو بہت Face کر رہی ہے اور اس میں فرنٹ لائن پر اے این پی ہے، اس کے بہت سارے ایم پی ایز بھی اس کی زد میں آ گئے ہیں (تالیاں) ہمیں ان کی جان بہت قیمتی ہوتی ہے لیکن اس کو Face کر رہے ہیں لیکن جناب سپیکر، میری یہ ریکویسٹ ہے اس فورم سے کہ ہم ایک قوم ہے ہم ایک پارٹی کا نہ سوچیں، جو بھی جس فورم پر اپنا رول ادا کرتا ہے، اسے ادا کرنا چاہیئے۔ میں میاں صاحب کی اس بات کو نہیں Repeat کرتا منافقت والی، اس کی میں ڈیٹیل میں نہیں جاؤں گا لیکن سب ہاؤس نے اس کو بھی سن لیا، اب یہ ہے کہ جس آدمی کا کسی مذہبی جماعت میں کوئی رول ہو سکتا ہے، وہ ادا کرے یا دوسرے کسی کا کوئی رول ہو سکتا ہے تو وہ ادا کرے۔ اس کا یہ نہیں ہے کہ ہم فورس سے ان کو اپنے تابع کریں گے، طالبان کو یا دہشت گردوں کو، وہ ہمارے مسلمان بھائی ہیں، انہیں یہ سمجھایا جائے کہ ہم امریکہ کی پالیسیوں کو نہیں چاہتے لیکن ہم کمزور ہیں، ہم اس تک آ بھی نہیں سکتے، آپ کس لئے مسلمانوں کو مار رہے ہیں، آپ ہمیں کس لئے مار رہے ہیں؟ اب اگر ان کو کوئی روک سکتا ہے، ان کو اپنی بات سمجھائیں اور بیٹھ کے اس پر بات کریں کہ بھئی مسلمان مسلمان کو مار رہا ہے، اس میں کونسی عبادت ہو رہی ہے اور اس میں ملک کی کونسی خدمت ہو رہی ہے؟ جب ملک ہی نہ رہا تو یہ سب ہم کہاں رہیں گے؟ اس لئے اس سوچ کو جی ہمیں Convey کرنا ہو گا۔ جو ہمارے بھائی ہیں، طالبان ہیں، دہشت گرد ہیں، اگر مسلمان ہیں تو وہ اس بات کو سوچیں کہ تو وہ مسلمانوں کے بچوں کو کیوں مار رہے ہیں؟ ایک بات جناب سپیکر، مجھے سمجھ آتی ہے کہ چلیں وہ زیادہ اچھے مسلمان ہیں، میں کمزور ہوں، میں اپنی بات کرتا ہوں، وہ کسی ویڈیو کی دوکان پر حملہ کرتے ہیں تو ٹھیک ہے مجھے سمجھ آتی ہے کہ یہ ویڈیو کے خلاف ہیں لیکن جب وہ مسجد پر حملہ کرتے ہیں تو میں کیا سمجھوں کہ مسجد میں کیا ہے، جب وہ خانقاہ پر حملہ کرتے ہیں تو میں یہ سمجھوں کہ انہوں نے کیوں ایسا کیا، جب جنازے پہ حملہ

ہوتا ہے، خود کش ہوتا ہے تو پھر میں کیا سمجھوں، بچیوں کو جب اڑایا جاتا ہے تو میں کیا سمجھوں؟ تو جناب سپیکر، یہ کوئی ایک راستہ اگر ان کا ہوتا تو ہم یہ سمجھتے کہ وہ بہتر سوچ کر رہے ہیں اور ہم بھی شاید ان کی حمایت کرتے لیکن ان کا کوئی Criteria نہیں ہے۔ جہاں جو Fit آگیا، اس کو اڑا دیا تو یہ کونسی خدمت دین کی ہو رہی ہے؟ اور یہ ہم مسلمان ایک دوسرے کو کیوں مار رہے ہیں جناب سپیکر؟ اس لئے میں اس فلور سے یہ کہتا ہوں، کوئی بھی ایک پاکستانی، کوئی بھی امریکہ کی پالیسی کو نہیں چاہ رہا، کوئی بھی اسے Implement کر کے اس پر نہیں کرنا چاہتا، کوئی بھی اس کو Appreciate نہیں کرتا لیکن ہماری مجبوری ہے، جو کمزور ہوتا ہے اس کی بات بھی کمزوروں والی ہوتی ہے۔ ہماری گورنمنٹ کمزور ہے، ہمارے لیڈران کمزور ہیں، ہماری Cream جو اوپر بیٹھی ہے، وہ کمزور ہے، وہ کوئی مضبوط پالیسی نہیں بنا سکتا تو میری ریکویسٹ ہے ان بھائیوں سے، ان کا جو بھی نام ہے، طالبان ہیں یا Terrorists جتنے بھی ہیں، اگر وہ مسلمان ہیں تو وہ سوچیں کہ مسلمانوں کے مارنے سے امریکہ کا کونسا نقصان ہو جاتا ہے، اگر اور کسی کو مارتے ہیں تو امریکہ کا کیا نقصان ہو جاتا ہے؟-----

Mr. Deputy Speaker: Qalandar Lodhi Sahib, thank you very much, thank you very much. Now Mian Iftikhar Sahib.

حاجی قلندر خان لودھی: جناب سپیکر، ابھی میں نے کوئی باتیں کرنا تھیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: نہیں بس، دیکھو یہ بجٹ ہے، آپ کو بجٹ کو ڈسکس کرنا چاہیئے، آپ کسی اور جگہ پر چلے گئے۔

حاجی قلندر خان لودھی: جناب سپیکر، میں اسی طرف آ رہا تھا۔

Mr. Deputy Speaker: Thank you very much. Bashir Bilour Sahib.

جناب بشیر احمد بلور {سینیئر وزیر (بلدیات)}: جناب سپیکر صاحب، زمونږ لیډر اپوزیشن صاحب خبره کړے وه چه یره تین بجے پکار ده چه مونږ سبا نه اسمبلی اوچلوؤ چه د ټولو ملګرو هم په دے صلاح ده نو زه به دا ریکویسټ اوکړم چه دا سبا نه تین بجے تاسو مهربانی اوکړئ------

جناب ڈپٹی سپیکر: انشاء اللہ سبا نه به تین بجے وی، که خیر وی۔ میاں افتخار صاحب، پلیز۔

میاں افتخار حسین (وزیر اطلاعات): بسم اللہ الرحمان الرحیم۔ جناب سپیکر صاحب! آج خوشی بھی ہوئی کہ بہت تفصیل سے اپوزیشن کے ساتھیوں نے بات بھی کی اور اپوزیشن لیڈر صاحب نے بڑی تفصیل سے اپنا مدعا بیان کیا اور یہ بھی اچھا ہوا کہ چیئر کی طرف سے ان کو پورا موقع دیا گیا۔ ابتداء میں یہ بات کہنا کہ ہم یہ

سیریس نہیں لے رہے ہیں اور کوئی اہم جو وزراء کی طرف اشارہ تھا اور پھر ہمارے یہاں پہ جو منتظمین ہیں اور انتظامیہ کے ساتھی ہیں تو میں یہ سمجھتا ہوں کہ اسمبلی میں جو یہ اہم سمجھتے ہیں، میرے خیال میں بہت سارے لوگ موجود ہیں، یہ ضرور ہے کہ اگر کوئی موجود نہیں ہے اور بلاوجہ موجود نہیں ہے تو یہ مناسب نہیں ہے، ان کو موجود ہونا چاہیئے لیکن جب بجٹ کا اجلاس ہو اور اتنے ساتھی ہوں تو میں سمجھتا ہوں کہ اس موقع پہ لازمی بات ہے کہ اپوزیشن لیڈر جب سپیچ کریں تو اس کی اتنی ہی اہمیت ہونی چاہیئے کہ جتنی کہ اقتدار کے لیڈر کی ہوتی ہے۔ ہم دل سے ان کا احترام بھی کرتے ہیں اور یہ ان کا ایک حق ہے اور اس حق کو ہم تسلیم کرتے ہیں لیکن نہ ارادتاً کوئی تذلیل کی گئی ہے خدانخواستہ، نہ ہمارا ایسا کوئی ارادہ ہے کہ ہم اپنے ہاؤس کی تذلیل کریں۔ جس ہاؤس میں ہم خود ہی بیٹھتے ہیں تو اس کو احترام بخشتے ہیں اور اگر تھوڑی بہت کوتاہی ہو تو وہ تذلیل نہیں ہوتی۔۔۔۔۔

<u>جناب ڈپٹی سپیکر:</u> میاں صاحب کا مائیک آن کریں۔ تھوڑا ساWait کر لیں۔ ٹھیک ہو گیا؟ دس منٹ کیلئے نماز کا وقفہ ہے، مغرب کی نماز کے بعد انشاء اللہ پھر حاضر ہونگے۔ شکریہ۔

(اجلاس کی کارروائی مغرب کی نماز کیلئے ملتوی ہو گئی)

(جناب ڈپٹی سپیکر مسند صدارت پر متمکن ہوئے)

<u>جناب ڈپٹی سپیکر:</u> بسم اللہ الرحمان الرحیم۔ میاں افتخار صاحب، پلیز۔

<u>میاں افتخار حسین (وزیر اطلاعات):</u> سپیکر صاحب! لږ صبر کوؤ که نه شروع شمه جی؟

<u>جناب ڈپٹی سپیکر:</u> شروع شه جی۔

<u>وزیر اطلاعات:</u> بنه جی۔ ستاسو جی ډیره مهربانی۔ یو خو ربنتیا خبره دا ده چه د درانی صاحب دوئ په وخت کښے دا سستم جوړ شوے دے نو دے سستم خو به ورسره دومره وفا کوله، نو نن ئے د وفا ورځ وه او دا په داسے موقع وران شو چه د هغه خپل سپیچ ډیر اوږد وو، پکښے مینځ کښے وران نه شو یا خو هغه ټیکنیشن د ده د وخت دے، د هغے هم لږ تپوس کول غواړی (تالیاں / قہقہے) زه جناب سپیکر صاحب، چونکه د درانی صاحب زیات سپیچ سیاسی وو او ډیر کم هغه د بجټ سره تعلق لرلو او زه به خپل کوشش کوم چه په کم وخت کښے د هغے خبرو په دے طریقه باندے خپل موقف بیان کړے شم چه څه حقیقت دے؟ د ټولو نه اول چه د پالیسئ په حواله باندے خبره هغوی اوکړه او هغه پالیسی چه کوم

زمونږ په ملک کښې روانه ده او زیات ئے دے خبرے له زور ورکړو چه ګنی ما وئیلی دی چه د پاکستان، د امریکے او د افغانستان دوغله پالیسی او منافقانه پالیسی او بیا هغه د دے تائید اوکړو۔ زه ئے مشکور یمه، داسے ده چه کله خلق دا خبره کوی مونږ د دے پالیسئ د پاکستان د دے موجوده حکومت دننه حصه هم یو او دا هم هغه رنګ خبره ده چه څنګه مولانا فضل الرحمان صاحب به د پیپلز پارټئ سره په مرکز کښې ناست وو او هغه به وئیل زه حکومت کښې یمه خو حکومت ته خپلے غلطئ ښایمه او ښه خبره ده چه سړے مطلب په دے طریقه باندے حکومت ته خپلے غلطیانے ښودلے شی او حکومت سره تلے هم شی۔ دا بیله خبره ده چه د وزارت یو وخت راغلو او هغوی خپلو کښې بیلتون راغلو ګنی د پالیسئ په بنیاد د هغوی چرے هم د حکومت سره بیلتون نه دے راغلے بلکه د موجوده حکومت سره سنګ په سنګ باندے روان وو او دا ډیره ښه خبره ده چه څوک چا سره ملګرتیا کوی هم دغه رنګ د مولانا فضل الرحمن غوندے په نره ملګرتیا پکار ده په مینځ کښے خلق پریښودل نه غواړی او د پالیسئ په حواله خبره، دیکښې شک نشته دے چه د کومے پالیسئ په نتیجه کښې زما د وطن بچی مری، خوئیندے میندے هم چه کوم دے د هغوی لوپټے په هوا کښے الوزی، د پلارونو نیکونو پټکی هم په هوا کښے الوزی، زمونږ جماعتونه شهیدان کیږی، زمونږ مقبرے شهیدانے کیږی او د بدقسمتئ نه د دریم نړیوال جنګ زما په خاوره باندے کیږی او زه پکښے مرم نو زه به دا خبره خامخا په ګوته کوم چه که هغه د هر چا غلطی ده او چه کله د اوسامه مرګ اوشو، دلته ئے ذکر هم اوشو، د هغے نه پس د عدم اعتماد فضا نور هم زیاته شوه او تاسو اوکتل چه د هغے د پاره جائنټ سیشن چه کوم زمونږ رااوغوښتے شو، په هغے کښے په کومه طریقه باندے چه زمونږ د فوج د طرف نه د استعفیٰ ګانو د پیش کولو یو آغاز او شو چه دا هم زمونږه د پاکستان په تاریخ کښے یو نیک شګون دے چه هغوی دا خبره کوله چه که چرته زمونږ د Security lapseخبره وی یا زمونږ په سائډ څه کمے وی، بالکل مونږ استعفیٰ ورکولو ته تیار یو۔ شاید چه په بل حکومت کښے د سیکورټی ایجنسو خلق داسے پارلیمنټ ته ناست نه وو، نه ئے پارلیمنټ ته چرے جواب ورکړے دے، دا اعزاز موجوده حکومت ته ځی او دا کریډټ مونږ خپل

سیکورټي ایجنسو ته هم ورکوو چه هغوی د دے خبرے ضرورت محسوس کړو چه عوامی نمائنده ګان په اعتماد کښے اغستل پکار دی او د هغے په حواله باندے چه کوم د عدم اعتماد فضا جوړه شوه او چا وئیل مړ دے او چا وئیل مړ نه دے ، چا وئیل پناه ئے ورکړے ده او چا وئیل نه ئے ده ورکړے ، چا وئیل چه دے مړ شوے دے نو ښه شوی دی او چا وئیل چه دے مړ شوے دے نو ښه نه دی شوی۔ دا ټول د عدم اعتماد فضا دهشت ګردئ ته نور هم تقویت ورکړو۔ جناب سپیکر صاحب، هغه شخصیت چه هغه د ټولے دنیا بین الاقوامی دهشت ګرد او د هغے تنظیم سربراه او هغه زما په خاوره باندے پروت وی او زما دلته په کلونو کلونو د بچو او د خوئیندو او د میندو وینے توئیږی او هغه به په ایبټ آباد کښے پروت وی او هغه خوشحالئ کوی؟ که هغه کښے اسلامی جذبه وے د فلسطین د پاره به ئے آواز اوچت کړے وو، که هغه د اسلام د پاره کار کولے نو په سعودی عرب کښے به ئے د شهنشاهیت خلاف کار کړے وو، نو ټوله دنیا ئے پریښوده او دلته راغلو او زمونږ اول ئے افغانستان په خلقو لوټے لوټے کړو او بیا پاکستان ئے په خلقو لوټے لوټے کړو، نو چه نن زما د بچو د سر قاتل مړ کیږی، دا به منافقت وی چه څوک هغه سره همدردی کوی یا به دا وائی چه دا کوم بچی مے مړه دی، دا ښه شوی دی او چه دا ښه نه دی شوی نو چه چا مړه کړی دی هغه مړ شوے دے ، دا ډیر ښه شوی دی چه هغه په دغه حمله کښے مړ شوے دے (تالیاں)

او دغه هغه منافقانه پالیسی ده، چه څوک ډبل پالیسی چلوی لازمی خبره ده چه خساره به مونږ ته پریوځی۔ یو طرف ته به ځان واضح کول غواړی او جناب سپیکر صاحب، مونږ هم په دے پوهیږو چه د اسامه خلاف خبره کیږی نو څومره زور لری؟ هر سړے په کوټه کښے رښتیا خبره کوی خو چه بهر راشی نو د ویرے نه خبره نه شی کولے۔ ګنی هر سړے پوهه دے چه د ده دے ځائے سره کار څه وو او دے راتلو څه دپاره او دے پینځه شپږ کاله چه پروت وو، دا څنګه پروت وو؟ نو دوه خبرے اوشوے ، یو داخبره شوه چه که دے راغلے وی او زمونږ سیکورټی ایجنسو ته پته نه وی، دا خو لا ډیره عجیبه خبره ده خو که دے وی او هغوی ته پته وی، دا د هغے نه هم بده خبره ده، نو لهذا د دے صورتحال سره د مخامخ کیدو په بنیاد، زمونږ د دے ځائے صورتحال داسے شو چه دهشت ګردئ ته

تقویت ملاؤ شو۔ د دے خبرے د پارہ ضرورت دے او بیا چه امریکه راځی او زما په خاوره باندے Attack کوی، مونږ په هغه وخت هم وئیلی دی، په دیکښے دویمه پالیسی نشته، مونږ وایو چه هیڅ یو ملک ته دا اختیار نشته چه هغه په بل ملک کښے مداخلت اوکړی، امریکے ته دا اختیار نشته چه هغه په پاکستان کښے مداخلت اوکړی۔ امریکه چه راتله، زما سیکورټی ایجنسو ته پته نشته، زما حکومت ته پته نشته، زه د امریکے د دے ایکشن مذمت کوم او زه وایم چه دا ئے غلط کار کړے، کار ئے غلط کړے دے خو چه انجام ته ئے کوم کار رسولے دےدا د غرض کار وو، دا چه کوم کار ئے پکښے کړے دے، لهذا که دغے خبرے باندے مونږه ځان کلیئر کړو نو بیا دے طرف ته مطلب دا دے نظر نه ځی چه د منافقت پالیسی څه ته وائی؟ بله خبره چه که نن د پاکستان او د افغانستان او د امریکے په خپلو کښے اعتماد نه وی لکه چه نشته، مخکښے لږ کمزورے وو، اوس زیات کمزورے شو نو په دے هاؤس کښے پکار دا دی چه دا مونږ د جرات سره وایو ځکه چه مونږ دے خاورے د پاره خبره کوؤ، مونږ د قوم د پاره خبره کوؤ او دغه خبره باندے هر سړے پوهیږی، کول ئے لږ مشکل دی نو ځکه هر سړے نه کوی۔ جناب سپیکرصاحب، دا مونږ ډیر په ایمانداریٔ سره دا خبره کوؤ چه د امریکے ډبل پالیسی ختمیدل پکار دی، د پاکستان په خاروه ډبل پالیسی ختمیدل پکار دی، د افغانستان په خاوره ډبل پالیسی ختمیدل پکار دی او نیغ په نیغه یوه پالیسی ده او هغه هم دا پالیسی ده چه دا دهشت گرد دی او په دهشت گردو کښے Good اوBad نشته، ښه او خراب پکښے نشته، دهشتگرد دهشتگرد دے۔څوک چه انسانیت وینه تویوی، د رسول اکرم ﷺ د قول مطابق او د حدیث مطابق چه څوک د یو بے گناه انسان وینه تویوی دا د ټول انسانیت قاتل دے، لهذا چه څوک د انسانیت د قاتلانو په حیثیت دلته کښے وخت تیروی، مونږ به د هغوی مقابلے ته خا مخا رااوځو۔ جناب سپیکرصاحب، په دے صورتحال کښےد افغانستان دننه به چه کله مداخلت کیدو، افغانستان به وئیل مداخلت کیږی، مونږ هغه خلق یو چه مونږ وئیل مداخلت نه دے پکار، دلته خو خلق خوشحالیدل، خلق ئے ورته تیارول او لیږل به ئے، هغه ورځے ترینه هیرے شوے۔ ټوپک هم ورکوه، اسلحه هم ورکوه، ټرینگ هم ورکوه، گلولونه هم ورته اچوه او

په افغانستان کښے د خلقو وینے توئیوه۔ مونږ هغه خلق وو چه مونږ وئیل چه دا نه دی پکار، که زمونږ هغه خبره خلقو منلے وے، نن به دا تباهي نه راتله۔ د بل په کور باندے چه بمونه ورووے، ستا په کور به گلولونه نه راځی۔ د دے په بنیاد دا زمونږ نن هغه پالیسی، خو چه نن د پاکستان په خاوره سخته راغله هم ورته مونږ ولاړ یو ځکه چه هغه خبره هم مونږ په ایمانداریٔ کوله چه د افغانستان په خاروه باندے داسے لوبه مه کویٔ چه سبا تاسوته گرانه پریوځی۔ نن د افغانستان هغه وخت رایاد کړیٔ او نن مونږ وایو په دیر راغلل، مونږ وایو په پاړا چنار راغلل، مونږ وایو په وزیرستان راغلل او بیا د هغے افغانستان چه مونږ وئیل چه ډیر کمزورے دے او د هغے ځائے نه خلق راځی،د دے غرض دا چه د افغانستان د خاروے نه جنگ بیخی راواړیدواو زما خاورے ته راغلو۔ په دے خبره باندے غور پکار دے او دا په دے بنیاد باندے نن وزیرستان کښے چه خبره شی، آپریشن د فوج کار دے، هغه په دے پوهیږی چه څنگه به ئے کوی خو د سیاسی خلقو یو نظر پکار دے چه چرته هم دهشتگرد دی، د هغوی خلاف کارروائی پکار ده۔ دا څنگه خبره، هلته کوه او هلته مه کوه، دلته کوه او دلته مه کوه، نو هغلته به ئے ساتے او دلته به ئے مړ کوے؟ دهشتگرد دهشت گرد دے او دے چه چرته هم وی نو هغه وژل غواړی او که ده له مونږ په یو ځائے کښے هم پناه ورکړه نو نن د ملاکنډ هغه د ټولو نه غټ دهشتگرد مولانا فضل الله افغانستان ته اوړیدلے دے او دا په دیر چه Attack کړے دے، دا هغه کړے دے، نو چه د یو کور نه بل کور ته دهشتگرد ځی او ته ئے مړ نه کړےنو خو سبا دغه انجام وی، لهذا یو دهشتگرد سره چه په کومه طریقه سړے همدردی کوی، دا د خپل قوم سره دشمنی کوی، دا د خپلے خاورے سره دشمنی کوی۔ پاتے شوه دا خبره چه مزاکرات، نن خلق وائی چه امریکه مزاکرات کوی، مونږ چه کول هغه وخت خلق کوم ځائے وو؟ امریکے خو وئیل مه کوے۔ مونږ مزاکرات کول، دلته خلق چه کوم Powerful خلق وو، هغوی وئیل مزاکرات مه کوے۔ مونږ په ملاکنډ کښے مزاکرات کړی دی، مونږ د باچا خان د سوچ او فکر خلق یو، مونږ د امن خلق یواو د عدم تشدد خلق یو، ټولو خلقو وئیل چه مزاکرات مه کویٔ، مونږ دا ټول اپوزیشن هم اعتماد کښے اغستے وو، دویٔ مو راغوښتی وو، مونږ د دویٔ هم

مشکور یو چه هغوی د دے پالیسئ مونږه سره ملګریتا کړے ده او مونږ مزاکرات اوکړل او د دے نه مخکښے خلقو دهشتګردو سره مینه کوله۔ زمونږ د حکمت عملئ په بنیاد دهشتګردو نه خلقو نفرت شروع کړو۔ مونږ دهشتګردو له پناه نه ده ورکړے، مونږ دهشتګردو سره د ویرے یارانے نه دی کړی، مونږ دهشتګرد ته خپل قوم نه دے پریښودے (تالیاں) مونږ دهشتګرد ته دهشتګرد وئیلی دی۔ مزاکرات چه کله مونږ اوکړل، هغه خبره چه شریعی نظام عدل به په ملاکنډ کښے راوستل غواړی، دا د هغوی ډیمانډ وو۔ خلقو وئیل نیشنل پارټی به څه کوی، وائی دا خو د درانی صاحب دوئ وخت په پنځو کالو کښے نه دے کړے، نو دا غریبانان نیشنلیان به څه کوی؟ مونږ ورته وئیل چه که خدائے کړے خیر وی چه کوم کار درانی صاحب نه دے کړے، زمونږ درور دے هغه کار به ئے مونږ سر ته رسوؤ که خدائے کړو او خیر وی (تالیاں) هغه دهشتګردو غرور اوکړو او تکبر ئے اوکړو او ټولو خلقو کښے شعور بیدار شو۔ هغه ورځ او دا ورځ خلق د دهشتګردو نه نفرت کوی او ځکه نفرت کوی چه هغوی نه خدائے منی نه رسول منی، نه چه په ایمان باندے عقیده لری او نه په دے چه ګنی مزاکراتو باندے یقین ساتی۔ مونږ خو مزاکرات اوکړل او بیا د هغے نه پس هم چه کارروائی اوکړه، ډیر په ایمانداری مو اوکړه۔ د دے نه مخکښے نه چا کارروائی په ایمانداریئ کړے وه، نه ئے مزاکرات په ایمانداریئ کړی وو۔ مونږ مزاکرات هم په ایمانداریئ کړی وو او کارروائی هم ایمانداریئ، ځکه زمونږ د مزاکراتو نتیجه هم اووتله او زمونږ د کارروائی نتیجه هم اووتله، ځکه مونږ د نیا ته وایو چه د منافقت پالیسی پریښودل غواړی، د ایمانداریئ په پالیسئ باندے تلل غواړی، چه مزاکرات کوئ، هم نن مونږ وایو، زه ډیر بد به ښکارم چه په دے موقع، د دے ټول قوم شهیدان زما بچی دی، زه د خپل ځوی د شهید وینے ورته بخښنم چه دوئ هتهیار ګزار کړی او دوئ مزاکراتو ته غاړ ایږدی، مونږ ورسره نن مزاکراتو کولو ته تیار یو خو که کوم سړے وائی چه نه زما د حکومت نه زیات طاقت دے، زه په حکومت کښے حکومت یم، زما ګرنټے به منی نو د دے مخکښے هم هغوی سره معاهدے شوے دی، هغوی د معاهدو په دوران کښے ځان مظبوط کړے دے او د مظبوطوالی په بنیاد نن دا کینسر په پاکستان لګیدلے

دے۔ جناب سپیکرصاحب، بالکل مونږ د مینے خلق یو، مونږ د مزاکراتو خلق یو، نن هم ورته دا Offer کوؤ او ډیره ښه خبره ده چه امریکه هم مزاکرات کوی،دا نوره هم ښه خبره ده چه اقوام متحده طالبانو ته اجازت ورکوی چه کوم هغه وئیل دهشتگرد دی خو په دے شرط ورله ورکوی چه د دے نه مخکښے هغوی امریکے سره مزاکراتو ته غاړه نه ایښوده، نن امریکے ته غاړه ایږدی مزاکراتو ته، هغوی له اجازت ورکوی، ښه خبره ده چه هغوی له اجازت ورکړی او مزاکرات اوکړی، مونږ هم غواړو چه مزاکرات اوشی خو جناب سپیکر صاحب، یو وضاحت ضرور کوم، دلته چه څنگه کرزئی صاحب راغلو مونږ ئے شکریه ادا کوؤ، دلته چه زمونږ د وزیر اعظم صاحب په مشرئ کښے هغه سره کوم خلق ملاؤ شو، ډیره ښه فضا په هغے جوړه شوه۔ د دے دواړو طرف ته یوه خبره پکار ده، که چرته امریکه او هغوی ډائریکټ خبره کوی او په هغے پاکستان او بیا د دے منطقی نور قوتونه نه وی، د دے د کامیابئ امکانات ډیر کم دی او که چرته افغانستان پاکستان نیغ په نیغه کوی او دلته نور قوتونه چه کوم دے ځائے کښے طاقت لری او هغوی په اعتماد کښے اخلی، دا خبره سرته رسوی نه، دیکښے 'میم زبرما ټوله زما' نشته، که څوک په رښتیا دا مسئله حل غواړی، دیکښے امریکه چه حقیقت دے او دلته شته، د نیټو فوج په شکل کښے هم پرته ده، په پاکستان کښے هم د هغے وجود شته، نن امریکه، افغانستان او پاکستان درے واړه به پخپلو کښے د اعتماد فضا بحال کوی او بیا دریم ورسره بل قوت چه هغه د دهشتگردو قوت دے، د هغوی دا خلق هم په دیکښے شاملول غواړی او مزاکرات په دے شکل کښے کول غواړی چه ټول Stake holders په دیکښے وی چه د هغے مزاکراتو نتیجه رااوځی۔ که نه وی چه څنگه د دے نه مخکښے مزاکرات شوی دی او نتیجه ئے نه وه، هم دغه رنگ به دا مزاکرات ناکام وی۔ بهرکیف مونږ بیا هم د امن په طرف چه څوک قدمونه ایږدی، مونږ د هغوی ملگری یو خو دا دواړه خبرے کوؤ چه که څوک مزاکرات کوی، هم د په ایماندارئ اوکړی، د قوم او د خاورے د پاره د اوکړی، د ذاتی مفاد د پاره د نه کوی۔ که څوک کارروائی هم کوی نو په ایماندارئ د اوکړی، خپل پردے د پکښے نه کوی۔ یو وائی دا زما Good دے، بل وائی زما Good دے، Good او

Badپکښې د کوم ځائے نه دے ؟ وائی دا یو ښه دے ماته څه نه وائی، نو چه ماته نه وائی او بل ته وائی نو دا ګډوړے چه زه ساتم نو دے به سبا په ما نه راځی؟ لهذا د دے داخبره کول چه که افغانستان کښې څوک ورانے کوی نو زما د پاره ښه دےاو که په پاکستان کښې څوک ورانے کوی، د افغانستان د پاره ښه دےاو که په افغانستان او پاکستان کښې څوک ورانے کوی، امریکے له ښه دےاو که امریکے کښې څوک اټیک کوی، پاکستان او افغانستان له ښه دے، دا پالیسی نه شی چلیدے، دا ډبل سټینډرډ پالیسی ده او د ډبل سټینډرډ پالیسئ په نتیجه کښې زه مرمه، زما خاوره باندے زما بچی مری او دیکښې شک نشته چه که مونږ ته څوک ګوته نیسی چه مونږ په حکومت کښې یو، د اسمبلئ په فلور زه ډیر وړکوټے کس یم، مونږ چه کله د سیکورټی ایجنسو سره خبرے کړے دی، هم داسے خبره مو کړے ده، چه کله مونږ د خپل پاکستان د مشرانو سره وزیراعظم او صدر صاحب سره خبره کړے ده، هم داسے مو کړے ده، کله مو چه د افغانستان مشرانو سره کړے ده هم داسے مو کړے ده، کله مو چه د امریکے خلقو سره کړےده هم داسے مو کړے ده، کله هم چه د اقوام متحده خلقو سره کړے ده هم داسے مو کړے ده. څنګه چه یو، هم هغه رنګ خبره کوؤ او د خدائے په فضل سره، په خدائے مو بهروسه ده چه په حقه یو، ګټه به زمونږ وی او د دغه منافقانو به دغلته شکست وی، که خدائے کړے خیر وی (تالیاں) زه جناب سپیکر صاحب، اسمبلئ ته سیکورټی نه شو ورکولے، داسے خبره نه ده، کله چه جنګ وی، جنګ کښې خلق Strategy خپلوی، دلته کښې یو دهشتګردی ده، یو لهر دے او ځکه مونږ د اپوزیشن ټول مشران، بشمول د اکرم درانی صاحب هغوی ته مونږه خواست اوکړو چه راشئ چه خپلو کښې حکمت عملی جوړه کړو او په ډیر صلاح او مشوره باندے مونږ دا حکمت عملی جوړه کړے ده چه دا اجلاس به مختصر وی، په محدوده طریقه باندے به هم وی او مونږ به دغه دغه رنګ روډونه بندوؤ، داسے داسے به طریقه کوؤ،دا به زمونږه وخت وی، لهذا د حکومت سره سره په دے طریقه کار کښې اپوزیشن برابر شریک دے او مونږ د هغوی مشکور یو چه دا مونږ کوم د سیکورټی انتظامات کړی دی نو دا د دوئ په خوښه باندےاو مونږ د دوئ په دے هم مشکور یو چه هغوی سره د دے خبرے

احساس زمونږ نه زيات دے چه او دلته د صوبے او ملکی حالات خراب دی، د هغے تقاضو مطابق خپل اقدامات کول غواړی۔ جناب سپیکرصاحب، یو دا خبره چه د امریکے فوج به د افغانستان نه2014کښے اوځی، دا خو چونکه افغانستان ځان ته خپل ملک دے او آزاد ملک دے ، دغے خبرے سره دا هم په ریکارډ راوستل غواړی چه افغانستان آزاد او خودمختار ملک دےاو په خپلو فیصلو کښے آزاد دے ، مونږ چه دا خپل پاکستان محفوظ کړودا به هم توره وی، په پردو ملکونو کښے مداخلت کول، بل ته ډکټیشن ورکول او هغوی ته عقل ښودل، د دے مطلب دا دے چه خپله بل ته اجازت ورکول چه زما ملک کښے مداخلت اوکړه، لهذا هغوی چه په کومه طريقه، که د امریکے فوج اوځی، فبها، زمونږ غرض د مضبوط افغانستان سره دے ، زمونږ غرض د پرامن افغانستان سره دے چه په دے منطقه کښے افغانستان کمزورے وی نو کله به د روس د طرف نه خبره وی، کله به د هندوستان طرف نه خبره وی، کله به د پاکستان او کله به د ایران او کمزورے افغانستان به د جنګونو آماجګاه وی، لهذا ضرورت د دے خبرے دے چه افغانستان زمونږ د نړئ د پاره مضبوط افغانستان زمونږ په حق کښے دے او د افغانستان مضبوطیدل او امن راتلل د دے غمازی کوی چه په پاکستان کښے به امن راشی او چه ترڅو په پاکستان کښے امن نه وی راغلے ، تر هغے پورے په پاکستان کښ امن نه شی راتلے۔ د افغانستان نه چه هرڅوک اوځی، افغانستان د افغانانو دے ، هم هغوی ته پریښودل غواړی او افغانانو له خپل حق ورکول غواړی چه خپلے فیصلے اوکړی خو افغانستان پرامن او مضبوط جوړول پکار دی، کمزورے افغانستان د چا په حق کښے نه دے۔ بل جی دلته د دیر د واقعے خبره اوشوه چه زه دا خپل ملګری لړ په اعتماد کښ واخلم د دیر په حواله باندے۔ دیکښے شک نشته چه هلته زمونږ پولیس وو، د پولیس په فورس باندے دا خلق راغلی دی، د هغے ویډیوز جاری شوے دی چه کوم وردئ کښے وو او څنګه راغلی دی، څنګه ئے کار کړے دے ، په کومه طریقه شوے دے ، زمونږ پولیس چه بیا څنګه مقابله کړے ده؟ د هغے په بنیاد باندے تاسو تصور نه شئ کولے ، حالانکه د سرحداتو حفاظت د پولیس ډیوټی نه وی بلکه دا زمونږ د فوج او ورسره د فرنټیر کور، د هغوی په ډیوټئ کښے راځی ځکه چه د

هغے طریقه کار جدا دے ، د پولیس کار د ملک دننه انتظامی امور سنبھا لول دی۔ د هغے نه باوجود هغوی په دومره ښه طریقه مقابله کړے ده او هله د هغوی د مقابلے توان ختم شو چه کوم ځائے کښے اسلحه Dump وه نو هغه اسلحه چه په میزائلو باندے اولګیده نو لازمی خبره وه چه بیا د هغه خلقو سره د مقابلے کولو د پاره اسلحه نه وه نو هغوی به میدان ته خا مخا راتلل، بیا هغوی ئے مخامخ اودرول او ویشتل ئے ، دا ځان ته یو خبره ده، مونږ د هغے مذمت کړے دے او مونږ وئیل چه په یو ملک کښے هم مداخلت نه دے پکار نو پاکستان کښے خو په هیڅ قیمت د چا مداخلت نه منو، هغه چه هرڅوک وی، پاکستان زمونږ ملک، زمونږ وطن دے ، مونږ د پاکستان په خاوره د چا مداخلت نه شو برداشت کولے ، دا چه هرچا هم کړے دے ، مونږ د هغے مذمت هم کوؤ او زه د کرزئی صاحب چه مونږ هغه ته اپیل کړے وو، هغه چه دلته راغلو نو هغه اومنل، هغه وئیل چه مونږ به تحقیقات کوؤ او چه د تحقیقاتو په نتیجه کښے هر سړی باندے په دیکښے الزام راغلو، مونږ به سزا ورکوؤ، لهذا زه د کرزئی صاحب د دے وخت د دے دورے Appreciationهم کوم او ډیر په ښه موقع راغلو چه د افغانستان او د پاکستان تر مینځه کومه بد اعتمادی وه، هغه بد اعتمادئ کښے کمے هم راغلو، چه کومه واقعه شوے وه د هغے واقعے په حواله تحقیقات هم اوشول او زمونږ په مینځ کښے ناست دے ، دا هم زمونږ په ګټه باندے وو، دا هم د موجوده حکومت یو ګټه ده چه په دے وخت کښے مونږ کړے ده۔ جناب سپیکر صاحب، د سیلاب په حواله باندے خبره اوشوه او درانی صاحب یقیناً چه کوم تصویر پیش کړو، دیکښے چه سړے کوم یو طرف ته هم ځی نو هر یو تصویر پیش کیدے شی خو دومره په غټه پیمانه سیلاب مخکښے چرے نه وو راغلے او نه په دومره ایمرجنسی بنیادونه باندے چا د هغے تباهئ ته غاړه ایښے وه لکه چه د خیبر پختونخوا حکومت ایښے وه۔ خبرے کول اسان وی، عمل کول ډیر ګران وی، په عمل کښے کار سر ته رسول دا ډیر ګران کار دے او درانی صاحب چونکه پخپله حکومت کړے دے نو هغه ته د دے مشکلاتو زمونږ نه زیاته پته ده۔ مشکلات ډیر زیات او وسائل ډیر کم او د هغے په بنیاد باندے مونږ بیا هم د سیلاب مسئله د ټولو نه زیاته سنجیده اغستے ده۔ دا خو ممکن نه وه چه مونږ به

سنجیده نه اغسته، د سیلاب خبره به څنګه سنجیده نه شی اغستے کیدے او د دے د پاره خو مونږ ټوله اے ډی پی Freeze کړه چه نن درانی صاحب وائی چه زما خو ترقیاتی کار هډو شوے نه دے، ځکه نه وو شوے چه مونږ Freeze کړے وه، د څه د وجه نه؟ د سیلاب د وجے نه۔ اوس دا خبره کیدل چه پیسے چا ته تلے دی، اوس دا خو داسے سوال دے لکه چه د درانی صاحب په وخت کښے د زلزلے خبره راغله او تر اوسه پورے ئے د حساب کتاب پته نه لګی۔ (تالیاں)

زمونږ داسے خبره کول، بالکل مونږ حساب کتاب ته تیار یو، زمونږ په ویب سائیټ باندے ټول حساب کتاب موجود دے، مونږ ته چه څومره پیسے راغلے دی، لږے راغلے دی او که ډیرے راغلے دی، دیکښے زه نه ځم خو چه څومره پیسے راغلے دی، هغه په ریکارډ موجود دی۔ مونږ د خپل طرف نه پیسے ورکړی دی۔ مونږ د مرکزی حکومت هم مشکور یو چه په وطن کارډ کښے څه د پاسه پینځه اربه روپئ زمونږ خرچ شوے دی او څه د پاسه پینځه اربه هغوی خرچ کړے دی۔ دوئ وائی په څه خرچ شوے؟ دا خو ډیره اسانه خبره ده چه په څه خرچ شوے؟ خو چه شل شل زره روپئ چه دا دوئ وائی چه دا اعداد و شمار غلط، شل شل زره روپئ چه مونږ یو کس ته ورکړے دی، وطن کارډ والو ته، د هغے یولس اربه روپئ ورکړے شوے دی، دا وړومبے قسط وو۔ بل به څلویښت زره روپئ قسط ورکوؤ، دا وسائل به د کوم ځائے نه راځی او څنګه به پوره کیږی؟ دا مونږ د خپل حساب کتاب په بنیاد ترقیاتی کارونه وروستو کړی دی او دغه سیلاب مونږ مخکښے کړے دے ځکه چه مونږ سیریس اغستے دے۔ هاں، دا خبره بالکل چه زمونږ د خلقو چه مونږ تباهئ ته نه ګورو، مونږ خدائی آفت ته نه ګورو، سیلاب د خدائے د طرف نه راغلو نو چه د چا کور وران دے، هغه خو ټهیک ده خو چه د چا کور وران نه وو نو هغه هم پکښے نوم لیکلے دے۔ هغه ټائم سره چه الغاؤ تلغاؤ ووا او د هرے ضلعے نه به خلقو جلسے او جلوسونه راوښکل، دا پته نه لګیده، هر سړے د کوره راوتے وو او د دے خبرے پته نه لګیده چه دا څنګه پوزیشن دے او څنګه نه دے۔ مونږ د هغے د نادرا په حساب باندے Scrutiny کړے ده، کوم چه د انسانی عقل مطابق څومره ممکن وه، هغه مونږ کړے ده۔ د کمپیوټر او د نادرا د سسټم نه زمونږ مازغه مخکښے نه دی، که بیا

هم اپوزیشن ملگری مونږ ته یو داسے تجویز راکړی چه د دے نه هم یو ښه لار ده، مونږ به په هغه ښه لاره باندے عمل کوؤ چه په هغے باندے مونږ عمل اوکړو، خلقو ته پیسے هم اورسی چه کومو خلقو په بے ایمانئ نوم درج کړے دے چه د هغوی نوم ترینه اوځی او دا یو خبره درانی صاحب ته ضرور کوم چه شل شل زره روپئ خو چه په کوم طریقه تلے دی، هغه تلے دی، مونږ د څلویښت زرو روپو د پاره دا فیصله ضرور کړے ده چه اوس به د نادرا Scrutinyنوره هم Tightکول غواړی چه مونږ ته بیخی هغه ریکارډ راشی چه په کوم کور کښے، لکه کور یو دے او د شپږو کسانو په نوم دے نو چه دا پته اولګی چه یو کور دے، شپږو کسانو څنګه نوم لیکلے دے؟ نو هغه د شناختی کارډ نه پته لګی ځکه چه د شناختی کارډ نمبر یو وی، هغه د یو بل سره Tallyکیږی نو د هغے په بنیاد مونږ اوس کوشش کړے دے، دا چه کله وطن کارډ والا جلوس اوباسی، او وائی چه مونږ ته نه دی رسیدلی، هغه په دے بنیاد وائی چه هغوی یو کور د شپږو په نوم لیکلے دے نو هغه کمپیوټر کلئیر کوی نه، نو چه نه ئے کلئیر کوی نو هغه ډیټا انښتے ده، لهذا په دے بنیاد باندے مونږه بالکل د درانی صاحب سره او د دوئ سره متفق یو چه په دیکښے کمے بیشے ضرور شوے دے خو د انسانی عقل او فهم مطابق چه زمونږ نه څومره هم شوی دی، مونږ پکښے خپله ایمانداری کړے ده او چه بیا هم پکښے نور د احتیاط ضرورت وی، مونږ به لازم خبره ده چه په هغے کښے نور هم احتیاط کوؤ، بالکل جی۔۔۔۔۔

<u>جناب ڈپٹی سپیکر</u>: میاں صاحب! د ټائم کمے دے۔

<u>وزیر اطلاعات</u>: او جی کنه۔ دا ملګری راله لقمے ورو ورو راکوی جی، د پولیس په حواله باندے دلته یو دوه درے خبرے اوشوے، لودهی صاحب هم په هغے خبرے اوکړے، زه یو خبره چه درانی صاحب د مفتی محمود صاحب په حواله اوکړه او دیکښے شک نشته دے چه درانی صاحب څنګه خبره اوکړه، مونږ په ایمانداری باندے د مفتی محمود صاحب د زړه نه عزت کوؤ، د سیاست نه بالا تر، دا مو مخکښے هم کړے دے او خدائے د په ګور نور کړی، بیا به ئے هم کوؤ ځکه چه دا مونږ د سوچ او فکر مطابق کوؤ، دا په چا باندے احسان نه دے او دا زمونږ د خاورے مشران دی چه مونږ ئے نه درناوؤ، مونږ عزت نه ورکوؤ نو څوک به

ورکوی، بهرنی څوک خو به نه راځی؟ د هغوی په نوم باندے درانی صاحب چه کومه افتتاح کړے وه، د هغے پی سی ون نه وو، پیسے هغے ته، مطلب دے چه دوی ورته نه وے ورکړے، Estimateنه وو جوړ، ټینډر نه وو شوے او په تلو تلو کښے درانی صاحب دا کار کړے دے۔ که دا ئے د پینځو کالو په سر کړے وے نو څومره د خوشحالئ خبره به وه چه هم د ده په وخت کښے به پوره شوے وے ځکه چه مفتی صاحب ډیر قابل احترام وو نو هغه بالکل اخیری کوڼ نه وو پکار، هغه په سر کښے پکار وه چه شوے وے خو پاتے شوه دا خبره، که چرته د دے ځائے د رحمان بابا په نوم باندے دا چوک وی، مفتی صاحب زمونږ مشر دے، د دے د پاره هم مونږ به خبره او سوچ کوؤ خو د مفتی صاحب په نوم به د دے نه غټه منصوبه مونږ جوړه کړو ځکه چه دا د دوئ د پاره نه بلکه دا مونږ د خپل ځان د پاره وایو، خو د نوم سره زمونږه د شمنی ځکه نشته چه درانی صاحب دلته په خپل نوم کالونی جوړه کړے ده او هغه کالونی مونږ د ده په نوم باندے برقرار ساتلے ده نو مفتی صاحب خو ډیر لوئے سړے وو، دے د مفتی صاحب پیروکار دے نو که مونږ د پیروکار دومره عزت کوؤ نو د مشر عزت به څنګه نه کوؤ؟ *(تالیاں)* لهذا دا خبره خو امکان نه لری چه ګنی مونږ به په دیکښے داسے کوتاهی کوؤ او دا د دوئ هم مشکور یو۔ جناب سپیکر صاحب، ماته به لږه ساه راکاږئ ځکه چه جی راغونډه ئے کړم چه دلته اوس دا خبره داسے ده چه تاسو به اوس آواز کوئ چه بس۔ د پولیس په حواله دلته خبره اوشوه او په هغے کښے غټه خبره دا اوشوه چه د پولیس څه سټرټیجی نشته او د هغوی هغه رنګ تربیت نه دے شوے۔ زه ډیر په افسوس سره دا خبره کوم چه د پولیس په حواله زه به دا خبره ضرور اوکړم چه د دوئ په وخت کښے چه دا دوئ د کوم وخت خبرے کوی نو پولیس څلویښت زره وو، مونږ اتیا زره کړو۔ د دوئ په وخت کښے پینځه دیرش، څلویښت زره کښے، پنځویش زرو سره تشے کوتکے وے، هغه چه کله کله به مونږ سړک ته اووتو، مونږ سره به ئے پرے حساب کتاب کولو او نورو سره چخ چخی وو، هغه تهری ناټ تهری چه به ئے ورته وئیل چه بولټ به د وهلو نو بل به درله کار کتلے وو او مونږ چه راغلو نو ډبل مو کړو او ډبل له مو آټومیټک اسلحه هم ورکړه او بیا د هغے نه پس مونږ ورله د فوج برابر ټریننګ ورکړے دے

زه دا خبره، دا به مناسب وی یا به نه وی، چه تیر دلته مونږ نیشنل ګیمز کول، څلور ځله په مونږ باندے د دے طرفه Attack شوے دے او زمونږ پولیس هغه راایسار کړے دے۔ آیا پولیس هم حملے را ایساروی، پولیس هم په مورچو کښے جنګ کوی؟ د پولیس کار خو دا دے چه په لاره کوځه کښے غل اونیسی، تهانړے ته ئے راولی۔ ایف آئی آر درج کړی، عدالت ته ئے پیش کړی۔ د بدقسمتئی نه په مونږ داسے وخت راغلو چه زما پولیس نن د فوج کردار ادا کوی او مخکښے چه به ماته ضرورت شو ما به فوج راراغوښتو، په هغے به وخت لګیدو۔ ما به چه ایف سی راغوښتله، په هغے به وخت لګیدو، لهذ ا زه مجبوره ووم چه ما خپل پولیس مضبوط کړے دے او ما خپل پولیس داسے مضبوط کړو چه نن هغه د ایف سی او د فوج برابر تهیک مقابلے کوی او بیا د ټریننګ نه پس کله چه د هغوی د Compensationخبره راشی، چونکه سر په تلی کښے ایږدی او مقابله کوی نو زمونږ نه مخکښے پینځه لکهه د شهید د پاره وو، مونږ د پینځو نه لس، د لس نه پنځلس، پینځلس نه شل، شل نه پینځویشت، اوس دیرش لکهه، کوم سړے چه پولیس شهید شی مونږ هغه له Compensationورکوؤ او زمونږ عقیده ده چه شهید مری نه، هغه ژوندے وی چه کوم وخت کښے دا پولیس والا شهید شی، د ده چه څومره عمر هم پاتے وی ریټائرمنټ ته، هم هغه هومره تنخواه د ده کور ته به ورکړے کیږی۔ هم د دغه شهید بچی به په سرکاری قیمت باندے سبق وائی۔ هم دغه شهید کور ته به د کور د پاره یو پلاټ ملاویږی، که پلاټ Available نه وی نو د هغے برابر پیسے به ورکړے کیږی۔ جناب سپیکر صاحب، یو ځل مو ورله تنخواه ډبل کړه، بیا مو ورله یو حصه، نیمه حصه نوره سیوا کړه، نن تاسو پخپله اندازه اولګوئ چه دا د بجټ پیسے چه زه نن د خپلو بچو د سر په بچ کولو باندے نه لګوم په څه باندے به لګوم؟ او زما دا پولیس اوګورئ د نن نه شپږ کاله مخکښے پولیس او نن اوګورئی، هغه پولیس چه د هغوی به چا نوم اغستو نو خلقو به د شرم نه مخ پټولو، نن د پولیس د قربانو د برکته، خپل ځان خودکش ته مخامخ کوی، خپل ځان ټوټے ټوټے کوی او د قوم بچی بچ کوی، مونږ داسے پولیس ته سلام پیش کوؤ۔   (تالیاں)   او د دے سټرټیجی په بنیاد نن پولیس دا کوم تحفظ چه مونږ له راکړے دے، د دے نه زیات تحفظ نور نه شی

کیدے۔ جناب سپیکر صاحب، دلته دا اووئیلے شو چه د ملاکنډ تهری که ذکر شوے وے ډیره به ښه وه، دیکښے شک نشته دے، پکار ده چه ذکر شوے وے خو په اے ډی پی کښے د یو سکیم نیغ په نیغه نوم نه وی، د هغے د هیډ نوم وی او په دیکښے یواځے ملاکنډ تهری نه دے، دوه ورسره نور هم شامل دی، ځکه هغه په Proper په خپل نوم نه دے راغلے خو هغه د دے حصه ضرور ده چه ملاکنډ تهری په دیکښے شامل دے۔ جناب سپیکرصاحب، دلته اووئیلے شو چه د دوئ په وخت کښے زمونږ د سکول د ننه د خلقو تعداد کم شوے دے۔ یو خو د سرکار او د پرائیویټ تر مینځه هم یو Competition شته او د بدقسمتئ نه مونږ خلق ټول کوشش کوؤ چه خپل بچی په سرکاری سکولونو کښے نه بلکه په پرائیویټ سکولونو کښے داخل کړو ګنی هم سرکاری سکول وی او داسے نه ده چه د نن نه، دا د ډیر پخوا نه داسے ده چه د کله نه پرائیویټ سکول په میدان کښے راغلی دی نو زمونږ د خلقو توجه اخوا ځکه ده چه دلته اردو میډیم شو او هلته انګلش میډیم کښے وو او زمانه داسے ده چه د انګلش په ژبه باندے خلق مخکښے د تلو کوشش کوی او خپله ژبه باندے تلو باندے هغوی ته مسئله وی، لهذا یو خو دا یو حقیقت دے خو د هغے نه باوجود زمونږ په سرکاری سکولونو کښے تعداد کم شوے نه دے، چه درانی صاحب له هر چا فګرز ورکړی دی خو دا جی ایک لاکھ ستاسٹھ هزار بچی په سکولونو کښے داخل دی، اضافه پکښے شوے ده او بیا د ترقیاتی کارونو په بابت، دا زه ځکه وایم جی چه اضافه پکښے شوے ده، دوئ د بیا دا نوټ کړی ځکه چه ما هم دا فګرز راغونډ کړی دی او بیا د هغے نه پس چه دلته ترقیاتی کارونه هډو شوے هم نه دی، داسے نه ده۔ کله چه ولاړ وو خو ولاړ وو، زمونږ دا کریډټ دے حکومت ته ځی چه مونږ یو سکیم هم د اپوزیشن د وخت ډراپ کړے نه دے۔ تاسو سوچ اوکړئ چه په پنځوس پنځوس زره او په یو یو لاکھ ځوک سکیم روان کړی او هغه د پنځ او د شپږ او د لس لس کروړو روپو وی نو هغه به په څومره وخت کښے سر ته رسی؟ خو مونږ دا فرق نه دے کړے۔ مونږ د اپوزیشن هغه Not put سکیمونه راغستی دی او په دے درے کالو کښے مونږ د دوئ هغه سکیمونه هم، چه هغه دوئ شروع کړی وو او مونږ د نورو حکومتونو غوندے کار نه دے چه هغه مو ایسار کړی وے، هغه مونږ سر ته اورسول نو دا

کریډټ لړ دے ؟ نو هغے کښے هم راته درانی صاحب وائی دا خو زما وو۔ دا خو زما وو، دا خو زما وو، نو ځه که ستا وو چه ما سر ته اورسولو کنه، ګنی نو بس سر به ئے خوړلے وو، ما به خپل شروع کړےوو۔ (تالیاں) لهذا کوم خبره چه زما د کریډټ ده، پکار ده چه ماله کریډټ راکړی نو د هغے په ځائے دلته زما د پوزے پیزوان شو۔ دا که ما د دوئ منصوبے اودرولے وے، خپلے مے روانے کړے وے د دوئ به ذکر نه وو او نن به زما د منصوبو ذکر وو او درانی صاحب زمونږ نه لږ زیات اوښیار دے، دے خو وائی چه زه د جنوبی اضلاع یم، مونږ هسے په دے میدان کښے پیدا شوے یو، ده چه کوم کار کولے شو هغه خو ئے ښه په نره کړے دے، اخری کښے ئے بیا بس خانه پری ئے کوله چه تاسو به راځئ خو زه به درسره اوګورم نو بس هغه اخری هم بس ګړز او ګړوز، نو تشے افتتاحاګانے ئے کړے دی نو مونږ ته ئے دومره ګرانه کړے ده چه مونږ سل کاره اوکړو نو وائی چه هغه خو زما وو، نو دا هم ښه خبره ده که دومره اوښیارتوب مونږ پښتنو کښے وی نو دا خو د خوشحالئ خبره ده، دا کار به راتلونکی وخت کښے مونږه اوکړو او زه جناب سپیکرصاحب، خبرے ډیرے سنجیده دی او د دے په بنیاد دا د نسوارو ذکر چه کیږی او بیا درانی صاحب چونکه مونږ ټول پښتانه یو او د خپلو پښتنو نه خبر یو۔ وائی یو سړی ته چا اووئیل چه په جنت کښے به دا شے نه ملاویږی، دا به نه ملاویږی، پښتون وو نو هغه هډو خفه کیدو نه، ورته ئے اووئیل چه نسوار به هم پکښے نه وی نو هغه اووئیل چه دا څنګه چل اوشو، خفه شو۔ دا زمونږ د نفسیاتو په بابت کښے یو خبره ده خو حقیقت داسے نه دے۔ جناب سپیکرصاحب، نشه نشه ده او چه په نومے نشه وی نو د هغے مخالفت پکار دے۔ که سړے پخپله هم یو نشه کوی نو ښه کار خو نه دے، نشه خو تاوانی شے دے او نقصانی شے دے نو د هغے په خوړه طریقه باندے هم ملګرتیا نه ده پکار ځکه چه د خدائے رسول په نیز باندے ګناه ده نو ښه خبره دا ده چه مونږه بیخی، دا لا ښه ده چه مونږ پرے ټیکس نه دے لګولے نو چه اوس زه په تمباکو ټیکس لګوم او ته وایئے چه یره دا خو د په هغه نسوار اولګوؤ نو دا خو داسے خبره ده لکه چه په غوا ټیکس اولګی او وائی چه په پیئو د اولګوؤ نو زه خو ټول شے جدا کولے نه شم کنه۔ یقیناً چه په نسوار باندے به Indirect

ضرور وی او که دا خامخا د اپوزیشن مطالبه وی نو زه به د نسوارو ډېو جوړ کړم او دغه خلقو له به ئے مفت ورکوؤ که دوئ خامخا وائی خو دا یو خبره، دا خبره شعوری طور کول غواړی چه د نشے څیزونه بندول غواړی یائے دومره گرانول غواړی چه خلق ورته رسائی نه شی کولے چه دا بند شی ځکه چه زمونږ د خولے کینسر هغه Ratio په پښتنو کښے ډیره زیاته ده او د خولے کینسر د نسوارو نه جوړیږی او دا، (قہقہہ) دا جی بل څه ئے رالیږلی دی، (قہقہہ) که دا ملاؤ وے دا به لا بل څه شے وی۔ (قہقہہ)

(قہقہے)

ایک رکن: او ئے وایه۔

وزیر اطلاعات: سپیکر صاحب! دا چونکه دا سمبلئ نه آواز ټول قوم ته ځی نو مونږ ډیر، د نشے مخالفت پکار دے، نشه کول نه دی پکار۔ زمونږ د یو یو خبرے نه چه کوم دے ماشومان هم عبرت اخلی او هغوی نفسیاتی طور هم د دے نه اثر قبلوی، لهٰذا اصولاً خبره دا ده چه نشه یوه هم ښه نه ده، پابندی هم پرے پکار ده، کمول هم غواړی خو چه کومه نشه د ټیکس په بنیاد کمیدے شی، دا به هم ډیره ښه خبره وی خو د هغے نه باوجود مونږ د درانی صاحب زړه ته کتلے دی، مونږ په نسوارو باندے ټیکس نه دے لگولے۔ زه جناب سپیکر صاحب، تاسو نه۔۔۔۔۔

(مداخلت)

وزیر اطلاعات: د موبائیل په حواله دوئ خبره اوکړه او بالکل درانی صاحب، بالکل ټهیک خبره کړے ده، دلته د اسمبلئ په فلور خبره رااوچته شوه او ما دلته Commitment هم اوکړو چه زه به وزیر اعلیٰ صاحب سره خبره کوم او دا به مونږ حل کړو۔ ما وزیر اعلیٰ صاحب ته هم اوویل او وزیر اعلیٰ صاحب سیکیورټی ایجنسو سره په دیکښے چونکه دا زمونږ په کوآرډینیشن ټوله خبره کیږی او د هغوی نه ئے رپورټ اوغښتو، هغوی ورله کلیئرنس ورنه کړو۔ اوس زه خبر شوے یم تازه چه د هوم سیکرټری دفتر ته هغوی Clarification کړے دے او کلیئرنس ئے کړے دے او هغوی وائی چه بالکل د سیکیورټی په بنیاد دیکښے پابندی نشته، که چرته داسے وی، ځکه ما خپله کتلے نه دے خو ما وفد سره

ملاقات اوکړو نو وفد ماته اووئیل نو زه به د هوم سیکرټری سره خبره کوم او وزیراعلیٰ صاحب په اجازت بالکل، د حکومت د طرف نه د یکښے هیڅ قدغن وو او نه زمونږ داسے اراده وه، صرف د سیکیورټی ایجنسو په بنیاد مونږ هغه Allow کړے نه وو، که چرته هغه پابندی پکښے نه وی بیا پکښے هډو څه رکاوټ نشته دے او که خدائے کړی خیر وی د وزیراعلیٰ صاحب په اجازت مونږ به زر تر زره د هغے اعلان اوکړو۔ زه جناب سپیکرصاحب، تاسو نه به په دے یو څو ماتو ګوډو الفاظو اجازت ضرور غواړم، خبرے ډیرے زیاتے دی۔

__جناب ڈپٹی سپیکر:__ د کارخانو د دفترو۔۔۔۔۔

__وزیر اطلاعات:__ بالکل جی، دا یو خبره درانی صاحب اوکړه او ډیره د غرض ئے اوکړه چه دا کوم د سیمنټ دلته کارخانے دی او د دوئ ټول لین دین زمونږ د صوبے نه بهر دے او د هغے انکم مونږ ته نه راځی۔ بالکل دا ډیره سل په سل جائزه خبره ده، مونږ به هم په دغه خبره باندے عمل کوؤ چه د صوبے پیسه د په صوبه کښے پاتے شی او د صوبے نه بهر لاړه نه شی۔ دا لودهی صاحب خبره اوکړه او په دے باندے به ئے جی راغونډوم۔ لودهی صاحب اووئیل چه دا ډیر ښه کار اوشو چه آرمی چیف د ایډ نه انکار اوکړو، دا ډیره ښه خبره ده بالکل۔ دا زمونږ حکومت هم په دوران کښے د ډیر داسے څیزونو او قرضو نه انکار کړے دے چه د هغے د لاندے خلق د سود په بنیاد، هغه چه مونږ ادا کوؤ نو خلقو ته نقصان رسی۔ که دلته حکومت پاکستان دے، که آرمی چیف دے، که زمونږ پبلک دے، مونږ د یو بل نه جدا نه یو، دا تاثر ډیر عجیبه دے چه دلته حکومت جدا دے، فوج جدا دے، عوام جدا دے، د دے نه هغه نفرت پیدا کیږی چه خلق وائی چه ګنی دا جدا جدا اړخونه دی او دشمن په دے خوشحالیږی نو مونږ نن د دشمن د سترګو د ړندولو د پاره دا خبره کوؤ، فوج زمونږ خپل فوج دے، حکومت زمونږ خپل حکومت دے، عوام زمونږ خپل عوام دے او وطن زمونږ خپل وطن دے، مونږ ټول یو یو، دشمن ته یو یو، د حالاتو مقابلے د پاره بالکل تیار یو۔ د دے په بنیاد چه دلته کومه دهشتګردی ده، خپل وطن کښے امن راوستل، خپل وطن محفوظ کول او د خپلو بچو مستقبل محفوظ کول، د دے د پاره فوج، عوام، حکومت مونږ به په شریکه قربانی ورکوؤ او دا جهاد به تر هغے پورے

جاری ساتو چه دا دهشتګردی به ختموؤ او په دے وطن کښے به امن قائموؤ، دا زمونږ مورال دے، دا زمونږ مقصد دے او دے مقصد او دے مورال ته به په هر قیمت باندے ځان رسوؤ او دا زمونږ د ټولو شریک مقصد او مورال دے۔ زه جناب سپیکرصاحب، یو ځل بیا د اکرم درانی صاحب د زړه د قومی نه شکریه ادا کوم چه په کوم انداز باندے هغه دلته مسئلے رااوچتے کړے، زه د لودهی صاحب شکریه ادا کوم چه په کوم انداز هغوی خبرے رااوچتے کړے، که زما په دے خبره کښے لږه ډیره تلخی وی، زه د هغوی نه بخښنه هم غواړم، د اسمبلئ د یو غړی په حیثیت ما چه څنګه محسوس کړے ده ما په بدنیتئ نه دی وئیلی، ما په ښه نیت باندے، چه سبا اخبار کښے راځی چه د دوئ موقف راځی او زمونږ موقف هم راځی، پبلک به فیصله کوی چه څوک په حقه دی؟ هم په دے جناب سپیکرصاحب، اجازت غواړم او هغه شعر به اووایم چه ټول عمر مے وئیلے دے۔ وائی:

ے زه یم پښتون زما په سر شمله کړه اوتړئ
پس له مرګه چه مے ځنه په خاصه اوتړئ
دا مے د پلار نیکه یادګار دے چه ژوندے پاتے شی
خازے د قبر ته مے توره او نیزه اوتړئ
که په ژوندن مے پوره نه شو دا ارمان دے زما
د انقلاب جهنډا زما په جنازه اوتړئ۔

(تالیاں)

<u>Mr. Deputy Speaker</u>: Thank you very much. The sitting is adjourned till 3.00 p.m of tomorrow afternoon. Thank you.

(اسمبلی کا اجلاس بروز بدھ مورخہ 15 جون 2011 سہ پہر تین بجے تک کیلئے ملتوی ہو گیا)